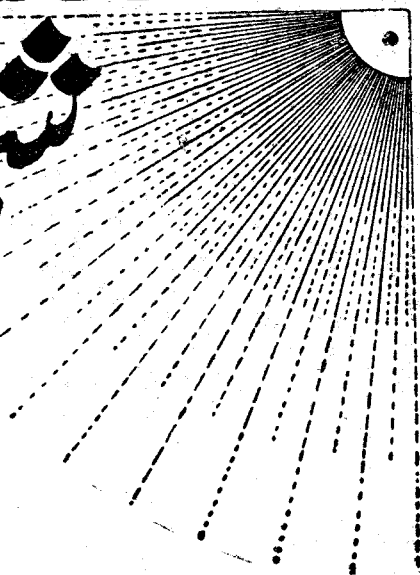


شہزاد اسلام



**SHAMS-UL-ISLAM,**  
**BHERA (Punjab.)**

سالاہ نہ چنگ

معاذین سے ۲۰

غیر مالک سے ۲۰

بیادگارین عظیم ملت حضرت مولانا الحاج افتخار احمد صاحب گوی امیر حزب الانصار بھیرہ (پنجاب)  
 زیدیت مولانا الحاج افتخار احمد صاحب گوی امیر حزب الانصار بھیرہ (پنجاب)

منجانب

# حزب الانصار بھیرہ و ادارہ عالیہ

## (اللہ کے دین کے مددگاروں کا گروہ)

اعراض و مقاصد { (۱) اندرونی و بیرونی حملوں سے اسلام کا تحفظ و اشاعت اسلام۔ (۲) اصلاح رسوم با اتباع شریعت اسلامیہ، احیاء و اشاعت علوم دینیہ۔

طریق کار { (۱) جریدہ شمس الاسلام کا اجراء (۲) دارالعلوم عربیہ جامع مسجد بھیرہ جو اپنے مختلف شعبوں کے ذریعہ اسلام کی بہترین خدمت انجام دے رہا ہے (۳) مبلغین کے ذریعہ ملک کے طول و عرض میں اسلامی زندگی پیدا کی جا رہی ہے (۴) عظیم الشان سالانہ کانفرنس (۵) امیر حزب الانصار کا مبلغین کے ہمراہ سالانہ تبلیغی دورہ (۶) تنظیم خانہ (۷) کتب خانہ (۸) جامع مسجد بھیرہ کی مرمت (۹) مسلم نوجوانوں کی تنظیم۔

### جریدہ کے قواعد و ضوابط

۱۔ سالانہ ہر گزیر مئی ماہ کی گیارہ تاریخ کو پابندی وقت سے شائع ہوتا ہے مضامین ہر ماہ کی پندرہ تاریخ کو وصول ہونے چاہئیں۔ مدیر کا مضمون نگار صاحبان کی رائے کے ساتھ متفق ہونا ضروری نہیں ہے۔

۲۔ ارکان حزب الانصار کے نام جریدہ مفت بھیجا جاتا ہے چندہ کنیت کم از کم چار آنہ ماہوار یا تین روپیہ سالانہ مقرر ہے۔

۳۔ عام سالانہ چندہ معاذین سے طے طلبہ سے لے کر مقرر ہے۔ نمونہ کار پرچہ کے حکم وصول ہونے پر بھیجا جاتا ہے۔

۴۔ رسالہ باقاعدہ جانچ پڑتال کے بعد بذریعہ ڈاک بھیجا جاتا ہے بعض سائل اس میں تلف ہو جاتے ہیں ایسی صورت میں خریدار کی طرف سے جہیز کے اخیر تک اطلاع وصول ہونے پر سالانہ دوبارہ بھیجا جاتا ہے اطلاع نہ ملنے کی صورت میں دفتر ذمہ دار نہ ہوگا۔

۵۔ جواب گئیے جوائی کارڈ یا ٹکٹ آنا چاہیے۔ ۶۔ ہر رنگ ڈاک اور خطوط واپس ہوں گے۔

جملہ خط و کتابت و تہنیت و تہنیت نام : غلام حسین مینجر شمس الاسلام بھیرہ (پنجاب) ہونی چاہیے

**سرخ نشان** ○ دائرہ میں سرخ نشان سالانہ چندہ ختم ہونے کی علامت ہے۔ آئندہ ماہ کار سالہ بذریعہ دیہی ارسال ہوگا جس کے زائد اخراجات سے بچنے کے لئے بہتر صورت یہ ہے کہ آپ اپنا چندہ بذریعہ منی آرڈر بھیجیں خریداری منظور ہو تو اطلاع دیں۔ خدا را دی۔ بی واپس فرما کر ایک اسلامی ادارے کو نافع نقصان نہ پہنچائیں خطوط بت کرتے وقت خریداری نمبر کا حوالہ ضرور دیں + (غلام حسین مینجر شمس الاسلام)

# نظم

جو کہ راقم الحروف نے ہجرت حضرت مولانا ظہور احمد صاحب بُلوی حزب الانصار کے جلسہ منعقدہ  
۱۰/۳/۴۷ بمقام ٹیکسٹ پڑھی تھی۔

(از مولوی زمان ہندی صاحب قاصر حیدر آباد ہندو)

مسلمان کر رہے ہیں سوز دل سے چاک امانی  
لگا ہے تیریلینے میں جو دیکھی حالتِ مسلم  
شب تاریک ہے بادِ مخالف دور ہے ساحل  
مصائب کے بھنور میں پھنس گئی ہے کشتیِ مسلم  
گئے ہاتھوں سے مال و دولت اقبال و جاہ و زور  
مشیت نے جو دیکھی دولتِ ایمان خطرے میں  
مبارک صدمبارک ہو مبارک ٹیکسٹ والو  
نہ مال و جاہ کی خواہش نہ دنیاوی تعلق کی  
مریضِ عشقِ احمد ہے بنا پھرتا ہے دیوانہ  
مسلمانو! اٹھو انصار کے ہمدوش ہو جاؤ  
کھلا ہے مدتوں سے گلشنِ تعلیم بھیرہ میں  
آسی و شاد گلشن کی ہوں میں بھی بلبلِ نالاں

سنائیں کس کو جا کر آج اپنا در و پنہا فی  
میرے قلبِ پشیمان کی بڑھی حد سے پریشانی  
نہیں ہے ناخدا لیکن سمندرِ سخت طوفانی  
نکالے کون آکر ہر طرف ہیں دشمن جانی  
دلِ مسلم میں باقی ہے ضیائے نورِ ایمانی  
کیا پیدا مجاہد جو بنا انصار کا بانی  
تمہارے گھر میں آیا خادمِ محبوبِ یزدانی  
کمر باندھے ہوئے اب خدائے مہربان کی ٹھانی  
ویا ہے کشتِ زارِ ہند کو تبلیغ کا پانی  
آؤ بل کر کہیں باغِ محسود کی نگہبانی  
یہ سارے رنگ لائی ہے ظہور احمد کی قربانی  
جہاں سے بہہ رہا ہے چشمہٴ تعلیم فرقانی

بھیرہ اسلام

الہی کفر کو دنیا سے تو بے آبرو و کر دے  
ظہور شمس سے قاصر کی پوری آرزو کر دے

ظہور احمد بُلوی

# ”قرآن مجید“

## ترقی یافتہ مخلوق الہی کے لئے بے مثل رہنما

(از قلم ابن الانور سید محمد ازہر شاہ معاقبہ کاشمیری)

کہ آفتاب و مانتاب اور نجوم و کواکب کو ایک مستقل نظام کے ماتحت اپنے اپنے وقت پر اپنی طلعت و روشنی سے انسان کو آرام پہنچانے پر مامور کیا، بارش کو حکم ہوا جب کسان اپنی محنتوں کو باہر دیکھنے کے لئے آسمان کی طرف نظر اٹھائے اور مالک حقیقی سے اپنے کھیتوں کی سیرابی کے لئے دعا مانگے تو بارش غنہ ارضی پر پانی برس کر اس کی تشہ لپی کو ختم کرنے انسان کی صحت و تندرستی کے لئے ہوا کہ ہر وقت ادھر ادھر چلنے پھرتے رہنے اور جنگلوں، میدانوں، پہاڑوں اور تودوں سے گزرتے ہوئے ہر گھر اور ہر کمرہ ہر درختے اور ہر کھڑکی میں آتے جاتے رہنے کی تاکید کی انسان کے لئے اس کے مناسب حال غذا کا انتظام یوں ہوا کہ زمین کو اس کے لئے طرح طرح کے اناج اور طرح طرح کے پھل طرح طرح کی نعمتیں اپنے محفوظ خزانوں سے باہر پھینک دینے کا امر فرمایا گیا۔ اور غور سے دیکھ لیجئے کہ انسان کی جہانی لذت و مدامت کے لئے یہ عظیم الشان اور عجیب و غریب انتظام شروع سے اسی طرح چلا آ رہا ہے۔ انسان اپنی پرورش اپنی زندگی اور اپنی بقا کے لئے ان سے

اس و باب حقیقی اور معطی بے مثال نے اپنی صفت رعایت کے تقاضے سے انسان کو اس کی چند روزہ حیات مستعار میں جسمانی اور روحانی راحت و آسائش کا ایک سرمایہ گراں مایہ بخش ہے۔ ابتدائے آفرینش سے جسمانی طریقہ پر اس کی راحت و سہولت اور ظاہری خوبصورتی و خوش وضعی کے لئے یہ انتظام فرمایا گیا کہ اس کی روح کو گوشت پرست، ہڈی، چمڑے، رگوں اور ریشوں سے بنے ہوئے ایک نظر فریب قاب میں جگہ دی۔ اس کے کاموں کو اس پر سہل کرنے کے لئے اسے حواس ظاہری عنایت فرمائے گئے۔ کار و بار عالم میں اس کے بہترین مددگار کی حیثیت سے یہ اعضاء و جوارح عطا ہوئے۔ چلنے پھرنے آگے بڑھنے اور پیچھے ہٹنے کے لئے اسے دو پاؤں ملے۔ کھانے پینے، لیٹنے اور دینے کے لئے ہاتھ دیکھنے کے لئے آنکھیں سننے کے لئے کان، سو گئے کے لئے ناک اور ذائقہ چکھنے کے لئے زبان دی گئی۔ اور پھر انسان کے جسمانی نفع و آرام کے لئے پردہ و کار کی رحمت ربانی نے اعضاء و جوارح کی اسی داد و بخش پر بس نہیں کی بلکہ اس کے جسمانی سود و بہبود کا پورا سامان یوں جیا فرمایا گیا

زیادہ اور چیزوں کا طالب ہے اور نہ محتاج اسے  
 کبھی یہ ضرورت پیش نہیں آتی کہ نہیں میں کھیتی کر کے  
 اپنے لئے اناج پیدا کرنے کے بجائے اپنی غوراک  
 کے لئے کوئی اور انتظام کرنے سے کبھی یہ ضرورت  
 محسوس نہیں ہوتی کہ آفتاب کے ذریعہ سے اس کے  
 جہاں تیرہ و تار کو روشن کرنے کا جو قدرتی طریقہ  
 جاری ہے اسے ناکافی اور ناقص سمجھ کر اسے ختم  
 کیا جواد اور اس کی جگہ روشنی حاصل کرنے کے لئے  
 اسے اور انتظامات کرنے پڑے ہوں۔ اسی جلوہ گاہ  
 عناصر میں اس کی ضرورت کی ساری چیزیں مہیا،  
 اس کی راحت کے سارے سامان موجود، اس کی  
 لذت و آسائش کے سارے اسباب فراہم اور  
 اس کی دلچسپی کی ساری صورتیں حاضر ہیں۔ انسان اس  
 اسباب و راحت پر قانع ہے۔ اس نے اس سامان  
 لذت و کیفیت پر کفایت کی۔ اور اس کے نفس سے  
 کبھی اس نظام کو توڑ پھوڑ کر اسے کسی اور صورت  
 میں ظاہر کرنے کی خواہش نہیں کی۔ یہ تو انسان کی  
 جسمانی راحت و آرام کے لئے اس خدائے واحد  
 قدوس کی عطیات و نوازشات تھیں۔ اب اس نے  
 ساتھ ہی ساتھ اس کی روحانی ترقی و تہذیب کے  
 لئے بھی یہ انتظام فرمایا کہ ہر دور میں اس کے علم عقل  
 تصور، تفکر، ارادہ، افعال، انحصار، فہم و فراست  
 میں جن کا تعلق براہ راست اس کی روحانی تربیت و  
 ترقی سے ہے۔ درجہ بہ درجہ اضافہ کیا۔ ابتداء وہ اس  
 جہاں نامتناہش اور اس لائق و ذوق میدان میں زندگی

کے معمولی سے شعور کے ساتھ بھیجا گیا تھا۔ اس وقت  
 اس کی ضروریات محدود اور انہی کے مطابق اس کی  
 عقل بھی نادرہ تھی۔ وہ پہننے کے لئے باریک سے  
 باریک کپڑے، قیمتی پارچہ جات اور نئے نئے لمبوس  
 بنانا نہیں جانتا تھا۔ کھانے کے لئے اس کے یہاں  
 یہ انتظام اور یہ سہولتیں تھیں جو اب ہیں۔ اور نہ وہ  
 اتنے کھانے پکانے اور انہیں ان ان ترکیبوں سے  
 پکانا چاہتا تھا۔ یوں ہی آہستہ آہستہ وہ اس جلوہ زار  
 عشرت سے مانوس، اپنی ضرورتوں کے لئے نئی نئی  
 ایجادیں کرنے، نئی نئی چیزیں بنانے، نئی نئی تدبیریں  
 سوچنے پر قادر ہوا، عقل و فراست اور شعور و فہم  
 کے اس میدان میں وہ پہلے ہی دن سے مکمل نہیں بنا  
 بلکہ عمر کے ساتھ ہی اس کے تجربے، اس کی دانشمندی  
 اس کی فراستیں اور اس کے فہم بڑھتے گئے۔ اور یاد  
 رکھئے کہ اس زندگی کے ہر دور میں اس کی عقلی صلاحیتوں  
 اور اس کی طبعی اہلیتوں کے مطابق خدائے عز و جل  
 نے اپنے سرسلیں و انبیاء کے ذریعے اپنے پیغامات  
 و احکامات اس کے پاس بھیجے، جب وہ دنیا میں گلوں  
 پہاڑوں دریاؤں اور تالابوں میں شکار کرنا چاہتا  
 تھا اور اس کے عقل و تدبیر کی رسائی بس یہیں  
 تک تھی کہ اس وقت اسے شکار کرنے اور نہ کرنے  
 کے احکام بتائے گئے۔ پھر وہ تاجر بنا تو اسے باپ  
 تول، یمن وین، نقد و فرض کا نصب العین بتایا  
 اور ان معاملات تجارت میں اسے خدا کا راستباز  
 بندہ بنانے کے لئے آسانی صحائف اور راہنما کی کتب

اسے دی ہیں اس لئے گئی ہیں کہ وہ ٹھیک اپنے موقع پر آئے ہوئے پیغام الہی کو سن اور سمجھ سکے ٹھیک اپنے محل پر جاری شدہ حکم ربانی کو سمجھ جائے۔ جب اسے قدرتی طور پر شکا کرنا سکھایا گیا تو ساتھ ہی شکا کرنے کے احکام نافذ ہوئے۔ جب اس نے تجارت کی تو ساتھ ہی تجارت کے سائے اور امر و نواہی جاری ہوئے۔ جب اس نے زراعت کرنا جانا تو زراعت کے سلسلہ میں پورا قانون الہی اسے سنایا گیا۔ جب اس نے حکومت کے میدان میں قدم بڑھایا تو حکومت و سلطنت کے سلسلہ میں اپنے آئین و قوانین اسے بتا دیئے۔ اور اب اگر ہم یہ کہیں کہ ہر دور میں اس کے عقل و فراست کو ترقیاں اس کی تدبیروں کو جو تکمیل اس کے ارادوں اور خواہشوں جو کامیابیاں، اس کے عزائم کی جو بلندیاں عطا ہوئیں۔ ان سب کا مقصد محض اس وقت اور اس زمانہ کے پیغام الہی کے لئے ایک اچھی فضا پیدا کر لینا قانون خداوندی کے نفاذ کے لئے بہتر مواقع اور ذرائع کو ڈھونڈ لینا اور انسانوں میں رائج الوقت شریعت کو سمجھ لینے اور مان لینے کی صلاحیت کا پیدا کرنا تھا تو ہم سمجھتے ہیں کہ یہ غلط نہیں ہو گا۔ تاہم انسان کی عقل و دانش مکمل ہو گئی۔ وہ اپنی پنجم مغز کی مقام تک پہنچ گیا۔ اس کے لئے قدرت نے ترقیات و کمالات کا جو معیار مقرر کیا تھا وہ اس کے قریب آدھا تو پہلے کے وہ سارے پیغامات الہی ترقی پذیر زندگی کے پچھلوں موقعوں اور وقتوں

کے ذریعہ کو شش کی گئی پھر اس نے حکمرانی شہنشاہی کا مزہ چکھا۔ اور وہ اپنی ہی جنس پر فوج و خزانہ اور تاج و تخت کے زور سے حکومت کرنے کا خواہش مند بنا تو اسے ایک عادل و منصف شہنشاہ کی حیثیت سے زندگی گزارنے کی تاکید کی گئی بتایا گیا انصاف اس کا نام ہے عدل اسے کہتے ہیں سزا و جزا پر چیزیں ہیں۔ اہتمام و انتظام یہ ہوتا ہے۔ انعام و اکرام سے یہ چیزیں موسوم ہیں لشکر کشی یوں کی جاتی ہے صلح و بیان کے یہ حدود ہیں قبضہ و غلبہ کی یہ شکل ہے۔

اور سمجھ لیجئے کہ اس کے شعور و عقل کی یہ تدبیری ترقیاں اور اس کے فہم و فراست کی یہ روز افزو بنیاں بجائے خود کوئی چیز نہیں قطعیں۔ اور قدرت کا مقصد صرف یہ تھا کہ انسان کو شکا کرنے، اپنے تجارتی کاروبار کو پھیلانے اپنی حکومت قائم کر لینے عجیب عجیب فنون کے مکان بنالینے عجیب عجیب قسم کی عمارتیں تیار کر لینے اور عجیب و غریب ایجادیں کرنے کا بلکہ چل ہو جائے بلکہ قدرت چاہتی تھی کہ آہستہ آہستہ اسے یہ سب کچھ کرنے کی اہلیت و قابلیت حاصل ہو اور آہستہ آہستہ وہ ان ترقیات و کمالات کو حاصل کرے اس کے ساتھ ٹھہر ٹھہر کر ہی ہم اس کے شعور و دسترس کے مطابق اسے اپنا اپنا پیغام سنائیں ہم واضح الفاظ میں پہلے بھی کہہ آئے ہیں۔ اس عقل و فراست تصورہ تعقل ارادہ اور خواہش کا خلق براہ راست انسان کی روحانی تربیت سے ہے۔ یہ کمالات فاضلہ یہ کمالات یہ ترقیات اور ترقیات

پر حسب تکمیل عقل اور عدم تحصیل ترقی کا پیری کا کرنا  
 کا سامان موجود تھا۔ اب اس عقل و علم، ارادہ  
 و اختیار، خواہش و دسترس اور قدرت و قوت کی حیثیت  
 رہے۔ اس مکمل انسان کے لئے مکمل اور ناکافی سمجھ کر  
 منوئے کر دیا گیا۔ اور اب آخر حیات تک کے لئے  
 انسان کے موجودہ مکمل عقل و سمجھ سے پورا پورا  
 تطابق رکھنے والی ایک شریعت من جانب اللہ نازل  
 ہوئی اور اس کا نام ہے قرآن۔ قدرت الہیہ نے انسان  
 کی جسمانی و روحانی ترقی و تہذیب کے جو طریقے اختیار  
 فرمائے ہیں اپنے اس مضمون میں یہاں تک ہم نے  
 ان کا بیان اور پھر الگ الگ ان کی تفصیل محض اس  
 لئے کی۔ اور انسان کی جسمانی راحت و آرام کے سلسلہ  
 میں قدرت نے اسے اس کی زندگی کے پہلے ہی دن  
 جو ترقی و کمال غایت فرمایا۔ اور اس کے برعکس اس  
 کی روحانی تربیت میں تدریجی ترقیوں کا جو اصول  
 پیش نظر رکھا اور جس وجہ سے رکھا اسے ظاہر کرنے  
 کے لئے بطویل سمع خراشی کا جرم صرف اس وجہ  
 سے کیا گیا کہ آپ اس نکتہ کو سمجھ لیں کہ اب دنیا اپنی  
 زندگی کے ابتدائی مراحل طے کر چکی ہے اپنے تجربہ اور  
 عقل کے لحاظ سے اب وہ جوان ہے اور اپنی قابلیت و  
 اہلیت کے لحاظ سے مکمل اور قرآن اس بچہ مغز کا  
 بچہ کا ریتہ عقل اور نہ بوجہ ہم و دانش سے آراستہ  
 مخلوق کے لئے اس کی شان کے بالکل مطابق ایک نرالی  
 انوکھی، کامل و مکمل اور قیام قیامت تک کیلئے اس کے  
 بعد بھی دنیا کا ساتھ دینے والی شریعت بن کر نازل ہوا

ہے جسے سابقہ شرائع کی طرح اب نہ منسوخ ہونا ہے  
 اور نہ پہلے قوانین الہی کی طرح جسے ختم کیا جاسکتا ہے  
 یہ خدا کا آخری قانون، اس کی مخلوق کے لئے آخری  
 طریقہ عمل اور اس کے بندوں کے لئے آخری پیغام  
 ہے جس کی تنزیل کا مخصوص مقصد اور نہایت غایت  
 انسانی فطرت کی صیغہ ہدایت اور رہنمائی کرنا ان کی  
 روحانی ترقی و قلب کے تزکیہ و تصفیہ، اخلاق، اس  
 میں اپنے منہا طلبین کی تمام ضروریات کا لحاظ رکھا گیا  
 ہے اپنی آمد کے بعد جن جن عہود و قرون سے اسے  
 واسطہ پڑتا رہا ہے اور آئندہ پڑتا رہے گا ان سب کی  
 ضرورتوں کا یہ ضامن ہے یہ ایک مکمل دستور العمل  
 ہے جو دنیا و آخرت اور موت و حیات کے ہر سرچشمہ کی  
 اجمال نما تشریح ہے۔ معاش و معاد کے شخصی و نوعی  
 انفرادی و اجتماعی شعبہ جات پر قرآن کریم کی مؤثر تعلیمات  
 پوری پوری روشنی ڈالتی ہیں۔ اور بلاشبہ اس میں یقین  
 ہی یقین ہے کہ اس کے یقینی دعویٰ اور یقینی دلائل  
 میں تردد و تذبذب کی مطلق گنجائش نہیں عقل، علم، عمل  
 قانون اور آئین کے لحاظ یہ سب انسانوں کے لئے  
 واجب التسلیم ہے۔ ان کی کوئی ضرورت ایسی نہیں  
 جو برصغیر نہ بانی پوری نہ کر سکے۔ ان کی زندگی کا کوئی  
 موقع ایسا نہیں جس کی رہنمائی سے بڑھ کر عظیم قاصر  
 ہو۔ دنیا کو بندہ اپنی زندگی کی جن شاہراہوں سے گزرتا ہے  
 اسے مشکلات کے جن گہرے تالابوں میں غوطے کھانے  
 اور ڈبکیاں مارتی ہیں۔ اور حوادث کی جن بھول بھلیوں  
 میں اسے چکر پہ چکر کاٹنے ہیں۔ ناممکن ہے کہ ان

شاہراہوں، ان تالابوں اور ان بھول بھلیوں میں قرآن  
اس کا ساتھ نہ دے، مضامین و مطالب کے لحاظ سے  
یہی حیرت انگیز جامعیت، قرآن کا اعجاز اور اس کے  
فرمودہ پروردگار ہونے پر شاہد و عادل ہے، کی  
جلا جذبات و حسیات کی تشریح اور خیالات و اعتقادات  
کی تقدیس کا سامان ہیا کرنا ہے۔

قرآن یوں تو بظاہر صرف خدائی احکامات و  
ارشادات اور ادا و مرواہی کا مجموعہ ہے مگر اس  
میں ہماری زندگی سے تعلق رکھنے والے دوسرے  
مسائل تاریخ و قصص، تہذیب و اخلاق، ہیئت و  
سائنس، تمدن و عمرانیات، اعتقادات و اعمال، رسالت  
و بندگی، ایمان و اسلام، کفر و شرک، احقر و نشر جزا و سزا

عرض کہ بہت سی چیزیں ضمنی طور پر ذکر کی گئی ہیں اب  
اسی چیز کو لیجئے، زمانہ حال میں علمائے سائنس نے زمین  
و آسمان اور ان کی متفرق اشیاء کے متعلق جو نئی تحقیقات  
کیں۔ اور اپنی ان تحقیقات سے قدیم علماء کے مشہور  
نظریات کو بالکل باطل کر دیا۔ قرآن کو جسے عرصہ دراز  
قبل ان تحقیقات کی طرف اشارہ کیا ہے۔ اور

یہی ثبوت ہے اس امر کا کہ ہماری اور ہمارے زمانہ  
کی زندگی کا کوئی گوشہ ایسا نہیں جس پر کامل اور  
مکمل تنبہ روشنی نہ ڈالتی ہو۔ مثلاً سر اسحق نیوٹن نے  
تحقیقات کی کہ زمین میں ایک خاص قسم کی کشش ہے  
اور وہ ہر چیز کو اپنی طرف کھینچتی ہے۔ اب دیکھ لیجئے  
کہ نیوٹن کی یہی تحقیق قرآن میں برسہا برس پہلے  
ذکر کی گئی ہے کہ نہیں۔

الہ یجمع الارض کھاتا | کیا ہم نے زمین کو زندہ  
احیاء و امواتاً | و مردہ ہر ایک چیز کی  
(سورہ اسراء، کوع ۱) | سمیٹنے والی نہیں بنایا؟

یا مثلاً یہ بات اب تحقیق ہوئی ہے کہ اگر اس کو زمین  
پر پہاڑ نہ ہوتے یعنی پہاڑوں کے نہ ہونے سے کوہ  
ارض پر ثقل اور بوجھ کم ہوتا تو آفتاب کی کشش اسے  
سارے مے کو کرڈر میں کے فاصلہ پر نہ رہنے دیتی بلکہ  
یہ زمین اپنے موجودہ مدار اور مقررہ مقام کو چھوڑ کر  
آفتاب سے جا لگتی۔ قرآن مجید میں یہ حقیقت یوں بیان کی  
گئی ہے کہ

وجعلنا فی الارض رواسی | اور ہم نے زمین میں  
ان تمید جہم (سورہ الانبیاء) | میخیں لگا دیں کہ وہ  
(کوع ۳) | جنبش نہ کرنے پائے۔

یا مثلاً نوے یا سو سال کا عرصہ گزرتا ہے کہ فرانس  
کے ایک مشہور نہایت دان نے پہلی مرتبہ اپنی تحقیق کا  
اعلان کیا کہ نظام شمسی یعنی آفتاب و اس کے متعلقہ سیاروں  
کے کسی خاص سمت کو جا رہا ہے۔ حالانکہ اس سے پہلے  
آفتاب ساکن مانا جاتا تھا۔ اس جدید انکشاف کی قرآن  
کریم کے اس بیان نے تصدیق کی

والشمس تجری لمسنقری لها | اور آفتاب بے لاپائی  
ذالک تقدیر العزیز العظیم | ایک مستقر کی طرف کو چلا  
(سورہ یسین، کوع ۴) | جا رہا ہے۔ یہ اندازہ  
عزیز و عظیم خدا کا باندھا ہوا ہے۔

یا مثلاً ایک عرصہ دراز کے بعد یہ بات تحقیق ہوئی  
ہے کہ سورج ذاتی طور پر گردش ہے۔ اور چاند سورج



اس کی بنیاد سراسر صلاح و فلاح پر رکھی گئی ہے۔ اس کے لفظ لفظ میں مثبت الہیہ کے جلال و قدرت کی عظمتیں پنہاں ہیں اور اس کا حرف حرف وحی الہی ہے و ما ينطق عن الهوى

ان هوالاوحى يوحى | اور آپ اپنی خواہش سے نہیں بولتے۔ یہ نری وحی ہے (القرآن) جو ان پر بھیجی جاتی ہے

## ارشاداتِ مقدسہ

- ۱۔ لو، اللہ کی عبادت کرو۔ اور اس کے ساتھ کسی کو شریک نہ ٹھیراؤ۔ مالِ پاپ، قربت والوں، بیٹیوں، محتاجوں، قربت والے پڑوسیوں، اچھے پڑوسیوں پاس کے بیٹھے والوں اور لونڈی غلام جو تمہارے قبضہ میں ہوں ان سب کے ساتھ سلوک کرتے رہو۔ (سورہ ناس)
- ۲۔ حضرت عائشہؓ سے روایت ہے کہ انہوں نے پوچھا یا رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم میرے دو پڑوسی ہیں میں کس کے پاس ہدیہ بھیجوں۔ آپ نے فرمایا اس کے پاس جس کا دموازہ تمہارے مور دوازہ سے قریب تر ہو۔ بخاری
- ۳۔ حضرت ابن مسعودؓ سے روایت ہے کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا قسم ہے اس کی جس کے ہاتھ میں میری جان ہے کوئی مسلم نہیں ہے جب تک وہ اپنے قلب اور زبان کی حفاظت نہ کرے۔ اور نہ کوئی مومن ہے جب تک وہ اپنے ہمسایہ کو اپنی ادا دہی سے محفوظ نہ رکھے۔ (بیہقی، مشکوٰۃ، مسند امام)

سے روشنی پا کر عارضی طور پر منور ہے۔ قرآن مجید نے اس کے متعلق صاف فرما دیا تھا کہ

هو الذي جعل الشمس ضياء | وہی قادر مطلق ہے جس والقمر نور (سورہ یونس ۵) | نے آفتاب کو چمکتا ہوا بنایا۔

ضیا ذاتی روشنی کو اور نور عارضی روشنی کو کہتے ہیں۔ سورج اور چاند کی حرکت محوری کو تحقیق نے اب معلوم کیا ہے لیکن قرآن مجید پہلے فرما چکا ہے۔ الشمس والقمر حسان | آفتاب و ماہتاب جان (سورہ رحمن ۱۰) سے ہیں۔

اور عصر حاضر کی جدید علمی تحقیق کے متعلق قرآن مجید کی پیش گوئی کی یہ چند مثالیں مشتمل اندر درج ہیں۔  
 ۱۔ "انما باراد اندک ان لیس بار" کے طور پر درج ہیں اگر قرآن مجید کے دیہائے معانی و مطالب میں غواصی کی جائے تو اس قسم کے بہت سے لوگوں نے آید ادا و رگد ہر شاہوار ہاتھ لگیں۔ اور معلوم ہو کہ ہم نے قرآن کے منبع ابرکات، مجمع الحسنات جامع کمالات اور قاسم الخیرات کتاب ہونے کا جو دعویٰ کیا ہے وہ صحیح اور بالکل ناقابل انکار ہے۔ اور قرآن کے متعلق ہمارے عقیدہ کسی ملاحدانہ عقیدت مندی پر مبنی نہیں کہ یہ آخری صحیفہ الہی ہے اور اپنی مخلوق پر غاث جز و کل کی آخری حجت یہ ہماری ساری ضروریات کا متکفل، ہماری ہر قسم کی رہنمائی کا اہل اس شہستان حیات میں ہمارے لئے چراغ شب تاب اور حیات بعد المات میں ہمارا حقیقی دوست اور سچا رفیق ہے۔ کہ

# نور ہدایت

(مولانا محمد طیب صاحب لدھیانوی)

دنیا تاریک تھی سخت تاریک کفر و ظلمت کی تاریک گھاٹیوں ہر طرف چھائی ہوئی تھیں۔ بت پرستی کا دور دورہ تھا۔ و ما خلقت الجن والانس الا ليعبدون کی حقیقت کو سمجھنے والا دنیا میں کوئی موجود نہ تھا انسان انسانی مظالم کا شکار بنا ہوا تھا۔ ناکارہ انسان خداوند قدوس کی بغاوت میں مشغول تھا۔ مفکرین کی ہیکل میں اپنے ماحول میں الجھ کر رہ گئی تھیں دنیا طاقت ور کے لئے جنت اور کمزور کے لئے جہنم سے بھی بے خبر تھی بدل و انصاف سمٹ چکا تھا۔ مساوات کا نام و نشان تک باقی نہ تھا۔ غرضیکہ انسان نے انسانیت کو کچلنے کے لئے جملہ سامان جہیا کر دیا تھا۔

یہ بات مسلمہ امور میں سے ہے کہ تمام حالات یکساں نہیں رہتے۔ زمانہ نے پلٹا دکھایا اور دنیا والوں کو صراط مستقیم پر چلانے والا انسان نمودار ہوا۔ کفر و ظلمت کی تاریکیوں نے اپنا دامن سمیٹ کر افریقہ کے اس پار پناہ لی۔ اور اسلام کے چمکتے ہوئے آفتاب نے تمام دنیا کو اپنی آغوش میں لے لیا۔

انسان فطری طور پر حریت عدالت اور مساوات کا مقتضی ہے اسلام کا نظام انسانی فطرت کے مطابق تھا دنیا نے اسے ہاتھوں ہاتھ لیا محمد رسول اللہ کی صحیح تعلیم اور عمدہ اخلاق کی وجہ سے

اسلام کا اثر لوگوں کے دلوں پر جا گزیرا ہو گیا جریت عدالت اور مساوات اپنا علم لے کر آگے بڑھی غلامی غلامی، تشدد اور سفاکی نے اپنا دامن سمیٹ کر راہ فرار اختیار کی۔

قوموں کا تغیر و انقلاب ان کے خیالات و عقائد کی تبدیلی پر موقوف ہوتا ہے۔ دنیا کا کوئی انسان قوم کے کسی فرد کو اس وقت تک اپنے ساتھ ہم آہنگ نہیں کر سکتا جب تک اس کے خیالات و عقائد میں نمایاں تبدیلی پیدا نہ کرے۔ اور اس تبدیلی کے پیدا کرنے کے لئے ضرورت ہے کہ پہلے خود اپنے اندر تبدیلی پیدا کی جائے اور تمام اس ماحول کے خلاف علم بغاوت بلند کیا جائے جس میں اس نے نشو و نما پائی ہو۔ اپنے اندر پاکیزہ اخلاق، عمدہ اخلاق اور بلند آہنگی پیدا کرے اور اسی کی تعلیم قوم کو دی جائے۔

تاریخ کی ورق گردانی سے معلوم ہو گا کہ شاہ عرب تاجدار مدینہ محمد رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے اسی بیہ کھاتہ اسلام کے قانون کو قوم کے سامنے پیش کیا۔ اور خود اس قانون پر عمل پیرا ہو کر اپنی زندگی کو قوم کے لئے نمونہ عمل بنایا۔ دنیا کا کوئی گوشہ ایسا نہیں جس کا عمدہ نمونہ آپ کی پاک زندگی میں موجود نہ ہو۔ پیغمبر کے طور پر عرب عیسوی وحشی قوم کی بربریت اور

سفاکی لاجم و انصاف میں تبدیل ہو گئی۔ ظلم و ستم جبر و تشدد لوٹ اور غارت ختم ہوئی اور صدیق اکبرؑ ہر فلاح و برکت عثمان غنیؓ علی مرتضیٰؓ جیسے اولوالعزم و بلند آہنگ انسان دائرہ اسلام میں داخل ہوئے۔

محمد رسول اللہ ﷺ کا یہ پیش کردہ قانون فطرت بہتی دنیا تک ایل دنیا کے لئے امن و سلامتی کا پیغام ہے۔ اس قانون پر جس قوم نے بھی عمل کیا وہ ہمیشہ کے لئے نشہ و دوہر بیت سے محفوظ ہو گئی۔ آج دنیا اس قانون فطرت کو پس پشت ڈال کر امن و سلامتی کے لئے حیران و سرگرداں ہے۔ امن و سلامتی کے لئے مختلف قوانین مرتب کئے جاتے ہیں۔ اور کچھ مدت گزر جانے کے بعد فاکے گھاٹ تار دیئے جاتے ہیں۔ لیکن محمد رسول اللہ کا لایا ہوا قانون ساڑھے تیرہ سو برس گزر جانے کے باوجود آج بھی اپنی اسی شوکت و عظمت کے ساتھ موجود ہے اور اہل دنیا کو امارت و بربریت اور سفاکی سے نجات دلانے کا مدعی۔ لیکن یہ ہماری بد قسمتی ہے کہ ہم آفتاب سے زیادہ روشن حقیقت پر آنکھیں بند کئے بیٹھے ہیں۔ یہ ہماری فکر و نظر کا قصور ہے۔

گر نہ بیند بر وز شپہ چشم  
چشمہ آفتاب را چہ گناہ

ہماری مشکلات دور ہو سکتی ہیں۔ ہمارے راستے کھل سکتے ہیں ہمارے لڑکھڑاتے ہوئے قدم در ہو سکتے ہیں بشرطیکہ ہم آنکھیں کھولیں۔ اور اللہ کی جانب سے آئے ہوئے نور (محمد صلعم) کی روشنی میں مقام پیدا کریں۔

قد جاءكم من الله نور و کتاب مبین  
یہدی بواللہ من اتبع اللہ کی طرف سے  
رضوانہ سبیلہ السلام و ینخرجکم  
من الظلمات الی النور باذنہ | آئی ہے جس سے  
اللہ تعالیٰ ہدایت کرتا ہے اس کو جو اس کی رضا کا تابع  
ہو سلامتی کی راہوں پر اور اپنے حکم سے ان کو نڈھیر  
سے روشنی کی طرف نکال لاتا ہے۔

اس کے بعد ہمیں وہ سب کچھ حاصل ہو گا جس کے لئے ہم مجتہدان و سرگرداں ہیں۔ اور دین و دنیا کی سعادت و عظمت اور فوز و فلاح ہماری قدموں پر ہو گی۔ ومن یطعم اللہ  
و رسولہ فقد فاذا عونا عظیما جس نے اللہ اور اس کے  
رسول کی اطاعت کی اس نے بڑی بھاری کامیابی حاصل کی۔

## اطلاعات

محکم دلائل سے مزین اخبار کی کیفیت کا کردار

تعلیم الاسلام ۱۔ حزب الانصار کے تعلیمی اداروں میں تدریس و تعلیم کا کام کچھ اللہ احسن طریق سے ہوتا ہے۔ دارالعلوم نذیریہ مجیدہ کا سالانہ امتحان ماہ شعبان کے پہلے ہفتے میں ہو گا۔ دسمبر اپریل کے مہینے سے علم دارالعلوم میں ایک قابل قدر اضافہ ہوا ہے۔ مولانا محمد قذیر اللہ صاحب فاضل دیوبند ادب و دیگر فنون کی تدریس کا کام احسن طریقہ سے انجام دے رہے ہیں۔ تبلیغ احکام۔ مولانا افتخار احمد صاحب بکری اسپر حزب الانصار نے برقاقت مولوی محمد رمضان صاحب بیان کا دورہ کیا۔ تاکہ تبلیغی جلسے منعقد کرنے کیلئے مقامات منتخب کئے جاسکیں۔

# مال کا مصرف از روئے اسلام

(از جناب مولوی محمد طیب صاحب لدھیانوی فاضل دیوبند)

مال و دولت کی فراوانی، روزینہ و معاش سے بے فکر و انسان کو سست اور کاہل بنا کرتی ہے۔ عین غار میں گرا دیتی ہے۔ انسان کے دل و مانع پر اس کا سکھ بیٹھ جاتا ہے۔ اور نیک نیتی غریب پروری خدا ترسی کی جگہ، بدنیتی، تکبر، غرور اور دعوت اختیار کر لیتی ہے، اور ہر وہ فعل جس کی فطرت انسانی اجازت نہیں دیتی جائز سمجھتا ہے۔ اسی لئے مال و دولت کو خدا تعالیٰ سے بڑھ کر صرف کرنے والے کو شیطان کا بھائی قرار دیا گیا۔ ارشاد خداوندی ہے۔ ان المیزان ذین کا فواخا ان الشیاطین الخ اسی طرح غریبوں اور مزدوروں کا خون چوس کر دنیاوی عزت و جاہ اطمینان و تعیش کے لئے دولت جمع کرنے والوں کو فسقوی بھاجباہم و جوبہم ہذا ما کنز تم لا نفسکم الخ کا حکم بنا کر اس بات سے متنبہ کر دیا کہ اگر تم اس طرح غریبوں اور مزدوروں کا خون چوس چوس کر اپنے پاس مال و متاع جمع کرتے رہے۔ اور اس مال کو اپنے مصرف پر خرچ نہ کیا بلکہ عیش و عشرت میں پڑ کر اس روپیہ کو برباد کیا تو قیامت کے دن اسی مال و دولت سے تمہارے چہروں اور پشتوں پر درخ دئے جائیں گے۔ اور کہا جائے گا کہ یہ ہے وہ مال و دولت جس کو تم نے

دنیاوی عزت و جاہ کے لئے جمع کیا تھا۔ خدا تعالیٰ نے ان دو اصولوں کو بتا کر اس بات کی تعلیم دی ہے کہ مال و دولت دنیا میں شیطان کی سپردیادت کا سب سے بڑا مرکب ہے۔ اور ضلالت کی نایاب نیک سونے اور چاندی کی دیواروں میں اپنا گھر بناتی ہے۔ اس لئے رب العزت کی رضا و خوشنودی حاصل کرنے اور مقصد حیات انسانی و ماخلقت الجن والانس الا لیعبدون پر عمل کرنے کے لئے ضرورت ہے کہ سونے اور چاندی کی دیواروں کو سمسار کر دیا جائے تاکہ ضلالت کی تاریکی اپنی بنیاد قائم نہ کر سکے اور مقصد حیات انسانی کی تعمیل ہو سکے بنی اکرم کے اسوہ حسنہ صحابہ کرام اور خلفائے راشدین کے طریقہ زندگی پر غور کرنے سے معلوم ہوتا ہے کہ انہوں نے ہمیشہ ان دونوں اصولوں کو مد نظر رکھا ہی وجہ نفی کہ وہ محنتی اور جفاکش تھے۔ محنت اور جفاکشی سلطنت کے آگے آگے چلتی ہے اور اطمینان و تعیش اس کے پیچھے مسلمانوں نے محنت اور جفاکشی اختیار کی سلطنت حاصل کی دنیا کی تمام قوموں پر ان کی جفاکشی کا سکھ بیٹھ گیا۔ مال و دولت کی فراوانی ہوئی۔ اس کے باوجود اطمینان و تعیش کو اختیار نہیں کیا۔ جس کی وجہ سے دنیا و آخرت میں کامران

گھرانے امراء کے ایسے تھے کہ جن کی دولت و ثروت سے اسلام کی عزت تھی۔ لیکن ان کا دنیا میں نام و نشان تک باقی نہ رہا۔ کاش مسلمان سمجھیں کہ فضول خرچی کس قدر بُری چیز ہے اور صحابہ کرامؓ خصوصاً حضرت عثمانؓ کی اس معاملہ میں اتباع کریں کہ جن کو بہت بڑے مالدار لوگوں میں شمار کیا جاتا تھا۔ اور وہ بار بار رسالت سے بھی آپ کو غنی کا خطاب ملا تھا۔ لیکن اس کے باوجود ان کے مال و دولت سے ایک پائی بھی فضول کاموں میں صرف نہ ہوئی تھی بلکہ ان کا تمام مال ملک اور قوم کے فائدہ کے لئے صرف ہوتا تھا۔ ہمارا فرض ہے کہ اصراف میں پورے ملوہ پر عثمان غنی کی اتباع کریں تاکہ قوم کو پستی سے نکال کر اعلیٰ اتریں۔ منازل تک پہنچا دیں۔

## زکوٰۃ و صدقات

دارالعلوم غزیریہ بھیرہ کے طلباء و تلامذہ کیلئے غلہ و کارہے غلہ خریدنے کیلئے بوجھ کرانی کشمیر، رجم و کارہے ارباب کرم غلہ خرید کر حدسہ کو عطا کریں۔ یا غلہ خریدنے کے لئے زکوٰۃ و صدقات کی رقم بنام مولوی افتخار احمد صاحب گجڑی منہتمم دارالعلوم غزیریہ بھیرہ ارمان فرما کر ثواب دارین حاصل کریں۔

(بینچر)

وسر بلند ہوئے لیکن صحابہ کرامؓ اور خلفائے راشدینؓ کے زمانہ کے بعد جو سلاطین گذرے ہیں جب ہم ان کی زندگیوں پر نظر ڈالتے ہیں تو ان میں اور صحابہ کرامؓ میں زمین و آسمان کا فرق معلوم ہوتا ہے۔ مابعد کے مسلمان مال و دولت صرف کرنے میں اعتدال سے بڑھے ہوئے تھے۔ اصراف کا یہ عالم تھا کہ اگر کسی شاعر نے سلطان کی مدح میں کوئی قصیدہ لکھ کر منایا تو اس کے وزن کے برابر سونا تولی کر دیا جاتا۔ سائل کے سوال پر ہزاروں اور لاکھوں دہہم دے دیئے جاتے جس کا لازمی نتیجہ تیفش تھا۔ مسلمان عیش و عشرت میں پڑ گئے اور اسی عیش و عشرت نے آرام طلبی سستی اور کاہلی کا عادی بنا دیا۔ اور اپنے مال و دولت کو یہودہ اور لغو کاموں میں صرف کرنے لگے۔ شیعیع اور بہادر نو جوانوں کے انعام عورتوں اور خواجہ سراؤں کو ملنے لگے۔ نبرد آزما جوانوں کی جگہ حسین عورتوں کو بھرتی کیا گیا۔ اہل علم کی قہار باب نشاہ کی قدر و منزلت ہونے لگی۔ فوجی و فائز کی جگہ رخصت و سرور کی محفلیں اختیار کی گئیں حتیٰ کہ عظمت و تباہ و برباد ہوئی۔ قوت و شجاعت جاتی رہی۔ اخلاق بگڑ گئے۔ نہ وہ دہہم رہا نہ وہ عزت۔ نہ دولت رہی نہ شجاعت اس کے باوجود مسلمان اسی طرح اصراف میں پھنسے ہوئے ہیں۔ بیاہ نشاہی کی رسومات میں پانی کی طرح روپیہ بہا دیتے ہیں انجام پر غور نہیں کرتے۔ اس فضول خرچی کی بدولت ہزاروں خاندان تباہ و برباد ہو گئے اور ہوسے میں سینکڑوں

# اسلام علیکم کہنا سنت خیر الانام ہے؟

(جناب محترم مولانا عبدالاحد صاحب دیوبند)

عالم میں جس قدر بسنے والی اقوام اور ہٹنے والے گروہ ہیں ہر ایک نے اپنے اپنے ایسے طرق اور علامات مقررہ کئے ہیں جن کی وجہ سے ان کی شناسائی اور معرفت میں بہت درجے آسانی ہو جاتی ہے اور ہم کلام ہونے والا شخص مخاطب کے قومی و مذہبی نشان سے واقف اور بہت جلد مخاطب کے مذہب اور شعار سے آگاہ ہو جاتا ہے۔ جیسے برادران وطن کا رام رام کرنا، مذکر کہنا یا غصتے وغیرہ کرنا عیسیٰ کی کا اوبہ عرق یا کڑا مارنگ کرنا، اہل فاحسی کا سینہ پر ہاتھ رکھنا اور جھکنا وغیرہ ایسی ظاہری علامات ہیں کہ جن سے دیکھنے والا شخص اور ملاقات کرنے والا انسان اول ہی مرتبہ میں مخاطب کے حالات سے واقف ہو جاتا ہے۔

اگر کوئی ان میں سے اپنے مخصوص طرز کو چھوڑ کر دوسری قوم کے رسم و رواج کا عامل بنے گا تو دیکھنے والا اور ملاقات اس تارک العمل انسان کو اس جماعت سے تصور کرے گا جس کا اس نے طریقہ ظاہر کیا۔ اس طرق طریق سے جس قدر مفاسد اور خرابی پیدا ہوں گی اُن کا تو کہنا ہی کیا مگر اس سے جو جماعتی اور قومی شعار کو نقصان ہوگا وہ ایسا ناقابل تلافی ہے کہ اس کا تدارک عقلاً و نقلاً کسی طرح بھی ممکن

نہیں۔ چنانچہ تاریخ عالم شاہد ہے کہ قومیں اپنی اپنی نشانی اور شعار اور جماعتی علامات کو باقی رکھنے کے لئے یہی کچھ کرتی ہیں۔ یہاں تک کہ ناپر تلمہ ہمہ حفاظت کے لئے اپنی جان تک فنا کر دی جاتی ہے۔ اپنا شعار و قومی و مذہبی نشان کو ہاتھ سے نہیں جانے دیا جاتا۔ مگر آج افسوس ہے ہندوستان کے بسنے والی جماعتوں پر اور بالخصوص مسلمانوں پر کہ جن کو نہایت دین کی پرواہ ہے نہ مذہب کا پاس نہ قومی شعار کا تحفظ نہ علامات اسلامیہ کا خیال۔ آج ہمارے حالات یہ ہو رہے ہیں کہ نہ اسلامی لباس ہے نہ اسلامی چہرہ سر پر یہودیوں کی طرح کے بال منہ سے ڈاڑھی پاک صاف ہونٹوں پر بھی طرح چڑھا بیسے بال حیف صمد حیف ساری علامات مٹ چکیں تھیں سارے نشانات کو خیر آباد کہہ دیا تھا۔ صرف ایک نہ باقی نشان اسلام علیکم کہنے کا باقی تھا۔ مگر دائے قسمت آج وہ بھی ختم ہو گیا اور اس طرح پر کہ اسلام علیکم کا تلفظ بھی موجب چار اور باعث تنگ سانس ہونے لگا اور بعض احباب تو اس کو ایسے نفرت استرنگا ہوں سے دیکھتے ہیں کہ الحفیظ یہی اسلامی شعار اور قومی نشان ہے جس کا حکم قرآن پاک میں وارد ہے اور فرمایا گیا ہے کہ

وإذا جئتم فحيوا بأحسن منها أو ردوها الخ  
یعنی جب تم کو کوئی مشروع طور پر سلام کرے تو تم  
اس سے آچھے الفاظ جواب میں کہو یعنی علیکم السلام  
و رحمة اللہ وبرکاتہ۔ یہ وہی سلام ہے جس کی بہت  
زیادہ تاکید جناب علیہ الصلوٰۃ والسلام نے فرمائی ہے  
نیز صحیح حدیث شریف میں وارد ہے کہ حضرت  
عبداللہ ابن مسعودؓ سے مرفوعاً ہے کہ سلام اللہ  
تعالیٰ کے ناموں میں سے ایک نام ہے جس کو اللہ  
نے زمین پر اتارا ہے۔ لہذا اس کو تم آپس میں  
خوب پھیلاؤ کیونکہ مسلمان جب کسی قوم پر گزرے گا  
اور وہ اس کو جواب دے گا تو اس کو ایک درجہ  
ان پر فضیلت حاصل ہوگی کیونکہ اس نے ان کو سلام  
کویا ددلیا۔

حدیث میں لفظ فردوا کے ساتھ وارد ہے  
اور یہ امر کا صیغہ ہے جس کا ادنیٰ مصداق تہنات  
ہے۔ اسی طرح فاحشوا بھی صیغہ امر ہے۔ اور  
لفظ سلم بھی اور بعض حضرات اہل اصول نے  
استجاب کی بحث میں لکھا ہے کہ استجاب پر عمل  
کرنے والے کی انشاء اللہ تعالیٰ عاقبت محمود  
ہوگی۔

حضرت ابن عمرؓ سے مرفوعاً نقل ہے کہ جس نے  
بیس شخصوں پر مسلمانوں میں سے جماعت ہو یا تنہا تنہا  
سلام کیا دن میں یا رات میں وہ مستحق جنت ہو گیا اور  
ایک روایت میں ہے کہ آنحضرت کا ارشاد ہے  
کہ اللہ تعالیٰ سے تعلق رکھنے والا وہ ہے جو لوگوں

کے ساتھ لفظ السلام علیکم سے ابتدا کرے۔ کاش  
کہ ہمارے بھائی غور کریں اور سمجھیں کیا آپ نے مالک  
تحقیقی سے قطع تعلق کرنے کا قصد فرمایا جو السلام  
علیکم کو چھوڑ کر لغویات میں مبتلا ہو گئے۔ اللہم  
ووفقنا۔

حضرت انس رضی فرماتے ہیں کہ حضور علیہ الصلوٰۃ والسلام  
نے ارشاد فرمایا کہ اے بیٹا جب تم گھر میں داخل  
ہو تو لفظ السلام علیکم کہا کرو کیونکہ تمہارا سلام  
تمہارے لئے اور تمہارے اہل خانہ کے لئے موجب  
برکت ہوگا۔ اے مالک ہم سب کو اس برکت سے  
مستفید ہونے کی توفیق عطا فرما کر داخل حنائت  
فرما۔ آمین۔

تاکہ السلام علیکم کو حضور نے پسند نہیں فرمایا  
ترمذی شریف میں روایت ہے کہ صفوان ابن امیہ  
نے حضور کی خدمت میں کچھ دودھ دے کر کلاہ  
کو روانہ کیا یہ کہتے ہیں کہ میں آپ کے پاس چلا گیا اور  
میں نے نہ جانزت لی اور یہ سلام کیا پس حضور قدس  
نے فرمایا کہ باہر جا اور اس طرح کہو السلام علیکم کیا  
اندراجاؤں اس سے ثابت ہوا کہ آپ نے تاکہ کو  
پسند نہیں فرمایا۔

ابو ہریرہؓ فرماتے ہیں کہ حضور علیہ السلام نے فرمایا  
کہ جب تم میں سے کوئی شخص کسی مجلس میں جائے تو چاہئے  
کہ سلام کرے۔ نیز خود حضور فداہ ابی دحی کی عادت  
کہ یہ تھی کہ السلام علیکم فرمایا کرتے تھے جیسا کہ اسباب  
بنت بزیہ فرماتی ہیں کہ حضرت یسول پاک صلعم کا ہم پر

گذر جوا۔ تو حضور نے السلام علیکم ہم پر فرمایا۔

روایات مذکورہ بالا صاف بتا رہی ہیں کہ السلام علیکم ہی کرنا چاہیے کیونکہ خود آفاقی نامہ نے اسی کو کیا۔ اسی کی تعلیم فرمائی۔ تبارک کو پسند نہیں فرمایا ابو داؤد شریف میں حضور کا فرمان ہے پڑھو یعنی کہو السلام علیکم اس شخص پر جس کو جانتے ہو اور جس کو نہ جانتے ہو سبحان اللہ کیا تعلیم تھی آج ہم جس کو فراموش کر رہے ہیں کہیا اس طریق مسنون کا تبارک اُمیدوار بہلائی ہوگا ہرگز نہیں بلکہ حرمانی کے سوا کیا حاصل ہو سکتا ہے کیونکہ اللہ اور اس کے رسول پاک کے بتلائے ہوئے اعمال اختیار کرنے سے دین و دنیا کی فلاح و نجات ہے۔ عبارت مذکورہ بالا سے یہ

دوسرے پیدا ہو کہ السلام علیکم کہنا صرف مردوں کا شعار ہے اور عورتیں محترمہ ہیں اول قول اور خود حق سلام کرنے کی ہرگز نہیں کیونکہ جس طرح مردوں کو حضرت نے تعلیم فرمائی ہے اسی طرح عورتوں کو بھی چنانچہ حضرت ام المؤمنین حضرت کو السلام علیکم عرض کیا کہ تی تھیں۔ اور جب آپس میں ملاقات کرتی تھیں۔ عورتوں کو اس وجہ سے توجہ دلائی کہ ان میں سے ننانوے فیصدی السلام علیکم کو محبوب سمجھتی ہیں افسوس ہے کہ طریقہ محمدی محبوب راہ فرنگی محمود السلام علیکم مذموم ملتھے پرائیگیاں رکھنا مرغوب۔ امید ہے کہ اب نہایت جتنی اور مضبوطی سے السلام علیکم پر کار بند اور عمل پیرا ہو کر مستحق ثواب ہوں گی۔ آپ کو معلوم ہے کہ تبارک السلام علیکم کو حضرت نے بخیل فرمایا ارشاد ہے

ابخیل الناس من بخیل بالسلام۔

ایک شبہ اور اس کا ازالہ

مذکورہ بالا روایات سے السلام علیکم کا ثبوت تو ہوا مگر اس کا ثبوت نہیں ہوا کہ السلام علیکم کے علاوہ منہ ہے۔ حالانکہ گذارش کا نشانہ بھی ہے کہ مسلمان کو السلام علیکم کے علاوہ طریق اختیار نہ کرنا چاہیے۔ جو اب حضور علیہ السلام نے سلام ہی کے بارے میں ارشاد فرمایا۔ (انتہیو بالیہود و لا بالنصارى) یہود کی شاہت فان تسلیم الیہود الاشارۃ بالاصانع نہ کرنا اور نہ نصاریٰ و تسلیم النصارى بالاکف (ترمذی) کی یہودیوں کا سلام انگلیوں سے ارشاد کرنا ہے اور نصاریٰ کا بھلیوں سے۔

اس سے صاف ظہور معلوم ہوگی اور زیادہ تر اُن لوگوں کو غور کرنا مناسب ہے جنہوں نے ترک سلام اور طریقہ ہاتھ اور انگلیوں سے جاری کر رکھا ہے۔ کیونکہ اس میں ایک کوتاہی ہوتا لازم آتا ہے دیگر کفار کی شاہت سے احتراز لازم ہے۔ کیونکہ لا تشہو عینہ نہی ہے اور نبی کا ادنیٰ مرتبہ کراہت ہوتا ہے اور التزام کراہت درجہ تھم تک پہنچ جاتا ہے نیز من تشبہ بقوم فهو منهم کی وعید کے بعد تو ہر شخص پر لازم ہے کہ اعتقاد کرے اور اپنا اسلامی شعار باقی رکھنے کی پوری تندی کے ساتھ سعی بلیغ کرے۔

السلام علیکم کا شان نزول

عرب کا دستور تھا کہ السلام علیکم سے قبل انعم اللہ بک صبا حاد غیرہ کہنے کا جیسا کہ عمران بن حصین روایت



کہتے ہیں کہ زیادہ جاہلیت میں انھم اللہ تک کے ساتھ  
اسلام کی کرتے تھے۔ یا بعض روایت میں ہے کہ اسلام  
سے قبل عرب میں جاکہ اللہ کہنے کا دستور تھا جیسا کہ ہر  
ایک قوم میں ایک نیا دستور ہے۔ (فتح الملت)

اسلام علیکم کی تخصیص اور فوائد

چونکہ زندگی بغیر عاقبت کے بیکار ہے اور لفظ  
جہاک اللہ صرف زندگی پر مصلحت کرتا ہے اس لئے  
اسلام نے ایک ایسا لفظ جاری کیا جو زندگی کے  
ساتھ ساتھ عاقبت و سلامتی پر بھی دلالت کرے اور  
یہ لفظ سلام ہے کیونکہ یہ مانوہ سلامتی سے ہے اور  
اس میں دامن کی دعا ہے اور اس میں اشارہ  
عجز و فروتنی کی طرف بھی ہے (جو شان بندہ ہے)  
اس لئے کہ یہ مشتق ہے تسلیم سے جس کے معنی سپرد  
کرنے کے اور طاعت کے ہیں اس میں اپنے مسلمان  
ہونے کا بھی اشارہ ہے اور مذہب اسلام کی طرف  
بھی۔ کیونکہ ایک طویل حدیث میں ارشاد ہے اللہ  
آلے نے جب آدم کو پیدا کیا اور ان کا قدم ساٹھ ہاتھ  
لانا تھا تو فرمایا کہ جاؤ اور فرشتوں کی اس جماعت  
کو چھیٹھی ہوئی ہے سلام کہو۔ اور سنو کیا جواب دیتے  
ہیں وہی تمہارا اور تمہاری ذریت کا سلام ہے گا  
پس آدم نے اس وقت اسلام علیکم ہی کہا اور فرشتگان  
نے و علیکم السلام ورحمۃ اللہ وبرکاتہ کہا یہ تخصیص کی وجہ  
ہے۔

اسلام علیکم کی فضیلت اور ثواب

ابن عمر رضی اللہ عنہما نے بیان کیا کہ ان لوگوں کو

میں السلام علیکم کہا خواہ ایک مجلس میں ہو یا علیحدہ علیحدہ  
ہو اور پھر اسی دن اس کا انتقال ہو گیا وہ جنت کا  
مستحق ہو گیا۔ اور یہی حکم رات کا بھی ہے۔

صاحب درمختار ایک عجیب لطیفہ بیان فرماتے ہیں  
کہ تین مسئلہ ایسے ہیں کہ باوجود نفل ہونے کے فرض سے  
افضل ہیں اگرچہ فقہین کلیہ یہی ہے کہ فرائض ثواب میں  
نوافل سے افضل ہیں۔ مگر یہ تین مسئلہ اس سے مستثنیٰ ہیں۔  
ایک تندرست شخص کا وقت سے پہلے وضو کرنا فرض  
ہے۔ دوسرا مسئلہ دیون مفلس کو بری کرنا اگرچہ مفلس  
ہونے کی حالت میں ہلاکت دینا فرض ہے مگر قرض سے  
معاف کر دینا بہتر ہے اور ثواب ہے۔

تیسرا ابتدائے اسلام کہ نام مستحب و سنت ہے اور بہتر ہے  
ثواب سلام سے کیونکہ جواب سلام فرض کفایہ ہے۔  
غرضیکہ ابتدائے اسلام علیکم فرض سے افضل ہے اس  
سے بڑھ کر اور یہ فضیلت ہو سکتی ہے خداوند عالم سب  
کو توفیق عمل دے آمین۔

ترتیب سلام پہلے کون ابتدا بالسلام علیکم کرے  
فرمان مصطفائیؐ

جب تم مجلس میں جایا کرو تو سلام کیا کرو یعنی  
مجلس میں جو شخص داخل ہو وہ سلام کرے۔  
ابو ہریرہ رضی اللہ عنہ سے مروی ہے کہ سوار کو چاہیے  
کہ پیدل چلنے والے کو سلام کرے۔

پیدل چلنے والے کو لازم ہے کہ پیٹھے ہوئے کو سلام  
کرے۔

قلیل کو چاہیے کہ کثیر کو سلام کرے۔

## آخری گزارش

مضمون بالا سے مضمون نگاری مقصود نہیں ہے بلکہ آپ کو بہو لا ہوا سبق یاد دلانا ہے۔ اور نہایت ادب کے ساتھ اس پر کار بند ہونے کی درخواست ہے کیونکہ بھلائی اسلام میں طریق اسلام میں ہی ہے۔

## دعا

مالک دو جہاں ہم سب کو عمل کی توفیق بخشے اور بد عملی و مریضیات سے بچائے  
مراد انصافیت بودیم کہ دیم و رفتیم  
واخر دعوانا ان الحمد لله رب العالمین

ایک روایت میں ہے کہ

چھوٹے کو چاہیے کہ بڑے کو سلام کرے۔ امیر کو چاہیے کہ غریب کو سلام کرے کیونکہ دایین کے امیر حضرت محمد صلی اللہ علیہ وسلم انہ خود ابتداً بالسلام فرمایا کرتے تھے۔ گھر میں داخل ہونے والا گھر والوں کو جانے والا موجودین کو اگر ملاقات کرنے والے ہر جہت سے مٹا دی جوں تو ہر ایک مامور سلام کی ابتدا کا ہے۔

## محل سلام یعنی کس وقت سلام کرنا چاہیے

حضرت جابر سے روایت ہے کہ سلام کلام سے پہلے ہو یعنی بات شروع کرنے سے قبل سلام کر و بعد کو گفتگو سردار دو جہاں کی عادت کریں یہی بھی پہلے اسلام علیکم فرماتے تھے بعد کو گفتگو فرمایا کرتے تھے

## قرن اول کی طالب علمی پر ایک نظر

(از مولانا عبدالحق صاحب دیوبند)

ممکن و ناممکن مشروع و غیر مشروع کرنے پر آمادہ ہو جاتا ہے نتیجہ اس کے سوا کچھ نہیں ہوتا کہ  
نہ خدا ہی لئے اور نہ وصال صتم  
یہ ایک مسلمہ اصول ہے چنانچہ جب آپ اس کی ماتحت تاریخ عالم اور احوال الناس پر غور کرو گے اور دیکھو گے کہ یہ کلیہ بالکل صحیح ہے۔ ملوک نے جب تک احکام شرع اور اسوہ محمدی کو برتا ملک ہر آفت سے محفوظ رہا مشائخ نے جب تک ملوک

جب کوئی قوم ادبار کا شکار ہوتی ہے بلو و عروج سے اتر کر خواری میں پڑتی ہے تو قدرتا اس کے دل میں ایسے وسوسے پیدا ہوتے ہیں جس سے اس کو وہ طریقہ سلف اور راہ محمود تاہم ایک معلوم ہوتا ہے اور اس کا نفس آمادہ اس راہ سے منحرف کرنے کے لئے دل میں ایسے رکیک خطرات نہ دھما کرتا ہے جس کی وجہ سے وہ اس راہ کے ترک کرنے کو اور دوسرے پر کامزن ہونے کو فلاح و ترقی کی مشاہیراہ سمجھ کر ہر

میں۔ طریقہ اسلاف پر کاربندی کی کوئی بھی مرید اور ولی شریعت مصطفائی کے خلاف پیدا نہ ہوا۔ ہر ایک اپنے وقت کا جلیل و شبلی بنا، علامہ اور ظلیہ جب تک اس پر کاربند رہے ہر ایک مثل ابوحنیفہ اور غزالی جیسے معلم و متعلم ہوتے رہے۔ دودہ آخر میں بھی جب تک اس کی پاسداری رہی اس وقت تک قاسم و محمود جیسے استاد اور اور انور حسین جیسے شاگرد تیار ہوئے۔ گمراہ جب اہل یوہد پنے یہ نظریہ تیار کیا کہ بقائے حکمرانی کا راز یہ ہے کہ ہند کے ہونہار بچے ایسی تربیت حاصل کریں کہ جس سے کہ صورت کے اعتبار سے ہندی اور سیرت کے اعتبار سے فرنگی بنے تو انہوں نے طرز قدیم کی مذمت اور راہ جدید کی محبت کے ایسے دل پسند اور خوش کن مناظر سطح پیش کئے جس کے تاثر سے قال اللہ قال الرسول کہنے والے بھی نجات حاصل نہ کر سکے اور وہ بھی اس دلول میں بہرہ کر آج صاف اول میں نظر آنے لگے۔

ان اللہ لا یغیر ما بقوم حتی یغیروا الخ  
 تمہارے خیال میں سعادت مندی اور فلاح کا مرانی  
 اسلاف و اکابر کے نقش قدم پر چلنے میں ہے۔  
 آج کی مجلس میں ہم آپ کے سامنے ایسے جلیل القدر  
 ہستی کے تحصیل علم کے طریقہ کو بیان کرنا چاہتے ہیں  
 جو علم تفسیر کا امام المائتہ علم و فضل کا پیشوا۔ ذہانت  
 و عبادت میں ضرب المثل حسب سبب میں ممتاز

اور کیوں نہ ہو ان صفات کا حامل جبکہ براہ راست مشکوٰۃ نبوت سے العلم فقہہ فی الدین و علم التاویل کی دعا حاصل کر چکا ہو۔ یعنی حضرت عبداللہ ابن عباس رضی اللہ عنہما۔ وہ فرماتے ہیں کہ میں نے صحابہؓ کے علوم کے اکثر حصہ کو حضرات انصارؓ سے حاصل کیا اور اس طرح سے نہیں کہ وہ دائروں پر جا کر وہ واہ کھٹکھا کہ ان کو بلایا کرتا ہوں نہیں اگرچہ مجھے یہ یقین تھا کہ یہ حضرات میری حاضری کی اطلاع یا کہ ضرور مجھ کو مکان کے اندر بلا لیتے اور بلا پس پیش و بلا نکرا رہے مجھے علوم بیان فرمانے لگتے مگر نہیں میں چاہتا کہ علمی استفادہ خوشدلی کے ساتھ (اور بلا تکلیف وہی کروں) اس لئے میں نے یہ طریقہ اختیار کیا کہ ایک ایک انصاری کے چوکھٹ پر تمام تمام دوپہر پڑا رہتا تھا تا کہ جب وہ باہر تشریف لادیں تو میں ان سے استفادہ علمی حاصل کروں چنانچہ جب کسی سردار کے لئے تشریف لاتے تو میں حاصل کرتا تھا۔

یہ ہے اُس امام کے تحصیل علم کا حال جس کے فرمان پر سر  
ختم تسلیم کرنا باعث فلاح ہے اور جس کی اتباع سبب معززہ  
ہے اور جو خیر القرون کے معززہ خطاب سے مشرف ہے  
کاش کہ اجاب اس طالب علمی پر نظر غائر ڈال کر اپنے  
قلوب کو اجنبی طرق سے مصطفیٰ و مز کی بنا کر من کاں مستغنا  
قلیتی بمن قد مات اولئک اصحاب محمد صلی اللہ علیہ وسلم پر

# ازالۃ الشکوک

(نمبر ۲)

(از مولوی خالد محمود صاحب خالد بنی۔ اے انٹرنی)

بعض اوقات حضرات صحابہ کرام رضی اللہ عنہم معروض خصوص میں آنسور علیہ الصلوٰۃ والسلام کی سنت مبارکہ سے مستفید ہوا کرتے تھے اور ایسے معاملات میں ان کے اس عمل کا مدد ان روایات پر ہوتا تھا جنہیں وہ خصوصی طور پر حضور سے لے کر وہاں سیکھتے تھے بہت ممکن ہو سکتا ہے کہ حضرت ابن مسعود کا تطبیق الیہین پر عمل اسی قبیل سے ہو جس کا ماخذ مندرجہ ذیل حدیث ہو حضرت امام احمد رحمۃ اللہ علیہ حضرت ابن مسعود سے روایت فرماتے ہیں۔

عن عبد اللہ قال قال خرج البنی صلی اللہ علیہ وسلم حجتاً فقال ایسی نشی استنجی بہ ولا تقرہنی حائل ولا رجیاً ثم اتیتہ بماء فتوضاً ثم قال فصلی ثم طبق ید یہ حین رکع وجعلها بین یخذ یدہ۔

(مند امام احمد جلد ۱ ص ۲۶)

اس روایت کی سند صحیح ہے چنانچہ شیخ الاسلام حافظ ابن حجر عسقلانی رحمۃ اللہ علیہ نے فتح الباری باب لا یتقی بردش میں اسی حدیث سے استدلال کیا ہے پس معلوم ہوا کہ معترض اپنی جہالت کے نشے میں المدعی کا لالہ علی پر ہر تصدیق ثبت کر رہا ہے۔

اعترض ثانی۔ اپنی لوگوں کی طرف سے دوسرا اعتراض حضرت فقیہ الامۃ پر کیا جاتا ہے کہ آپ سجدہ میں کہنیوں کو رانوں کے ساتھ ملا دیا کرتے تھے۔ مگر دراصل یہ اعتراض بھی اسی قبیل سے ہے جس سے کہ پہلے غرض کا تعلق ہے یعنی رخصت اور عزیمت کی مشروعیت پر مبنی ہے۔ تفریح عزیمت پر محمول ہے اور اعتماد پر۔ امرا دل یعنی تفریح کی مشروعیت سے تو کسی کا اختلاف منقول نہیں۔ باقی رہا امر ثانی یعنی اعتماد اگرچہ محققین کی نظروں میں اس کی مشروعیت اظہر من الشمس ہے مگر تاہم تمام محبت علی المعترض کی خاطر خبر صحیح کو پیش کیا جاتا ہے تاکہ اسے کسی قسم کی گنجائش کلام نہ رہے چونکہ مدعوں ان تمام احادیث کا جو تطبیق کی مشروعیت پر نص کرتی ہیں ایک ہے لہذا مخافت طویل سے صرف ایک دو پر اکتفا کی جاتی ہے۔

۱۔ عن ابی ہریرۃ انہ اشکی اصحاب البنی صلی اللہ علیہ وسلم مشقۃ السجود علیہم فقال استعینوا بالرکب رواہ الترمذی۔ اور سنن ابی داؤد میں یہ لفظ ہیں مشقۃ السجود علیہم اذا نفرجوا فقال استعینوا بالرکب۔

یعنی صحابہ کرام نے حضور اکرم صلی اللہ علیہ وسلم کے پاس سجدہ کی تفریح کی مشقت کی شکایت کی تو آپ نے اس امر کی اجازت دی کہ اعتماد کر لیا کرو۔ یہ حدیث اعتماد کی مشروعیت پر نص مرتع ہے چنانچہ محدثین نے اس حدیث پر یہ باب باندھا ہے باب المرخصة في ذلك۔

۲۔ شکونا الى النبي صلى الله عليه وسلم الادعاء والاعتماد في الصلوة فرخص ان يسعين الرجل بما فقيه على ما كتبه وفخذ يده۔ اور اس قسم کی روایات بیشمار ہیں دیکھو۔ عمدة القاری جلد ۲ ص ۲۹، فتح الباری جلد ۲ ص ۲۲۲ پس معلوم ہوا کہ اعتماد رخصت ہے۔ اور اس کی مشروعیت کی دلیل پہلے گزر چکی ہے۔ فلیبراجع۔

نیز اس رخصت کو معمول بہا ٹہرانے میں حضرت ابن مسعود منفرد نہیں ہیں بلکہ صحابہ اور تابعین کی ایک جماعت ان کے ساتھ ہے۔ باقیوں کے اس عمل کو نظر انداز کر دینا، احادیث صحیحہ کو جو اعتمادی کی مشروعیت پر قطعی الہ لالہ ہیں نظر ثانی کر دینا اور حضرت فقیہ الامت پر صرف اس لئے اعتراض کر دینا کہ آپ حضور اکرم صلی اللہ علیہ وسلم سے نہ کہ رفع الیدین عند المروع کی روایت کیوں کرتے ہیں۔ اگر تعصب بے جا نہیں تو کون انصاف ہے ایسے لوگوں کو سمجھ لینا چاہیے کہ اگر اعتماد فی حالۃ السجدہ ہی نہ کہ رفع والی حدیث پر موجب جرح

ہے تو پھر یہ اعتراض ابن عمر پر بھی اسی طرح وارد ہوتا ہے جو کہ حدیث رفع کے راوی ہیں جس طرح کہ حضرت فقیہ الاممہ پر چنانچہ ابن ابی شیبہ نے سند صحیح کے ساتھ روایت کیا ہے۔

پس معلوم ہوا کہ یہ اعتراض بھی تعصب کا ہی نتیجہ ہے ورنہ حضرت ابن مسعود کا یہ فعل بھی شرع مبارک میں ثابت ہے۔ بلکہ دوسرے صحابہ کرام میں سے بھی کئی آپ کے ساتھ ہیں۔ فلذا اعتراض علیہم لاعظم شأنہم فی الروایۃ والدلائل۔

عن جیب عن سأل رجل عن ابن عمر اضع صرقتی علی فخذی اذا سجدت قال السجد کیف تفسر لك۔ چنانچہ شیخ الاسلام حافظ نے ان کا نام بھی عالمیں رخصت میں سے شمار کیا ہے اس کے علاوہ دو تین نام اور بھی نقل کئے جاتے ہیں تاکہ مقترض کو معلوم ہو جائے کہ اس کے اعتراض کا نشانہ صرف حضرت فقیہ الامت نہیں بلکہ آدھی امت کے مقتدا فی الاحکام الفرعیہ بنتے ہیں۔ چنانچہ باب پیدی صبیغہ و یجا فی جنبہ فی السجود میں ان اسماء کو نقل کرتے ہیں جیسا کہ حضرت بحر العلوم علامہ نور شاہ صاحب رحم نے نیل الفرقین ص ۹ میں مندرجہ بالا تقریر کے ساتھ نقل کیا ہے

۱۔ حضرت ابو ذر (۲) حضرت ابن عمر (۳) حضرت ابن مسعود (۴) ابن سیرین (۵) قیس بن سعد رضی اللہ عنہم اور تفریح پر عالمین کے یہ نام لکھے ہیں۔

(۱) حضرت انس بن مالک (۲) ابی سعید خدری (۳)

حضرت علیٰ ابراہیم نخعی حسن رضی اللہ عنہم۔

ما قظ ابن حجر رحمۃ اللہ علیہ فتح الباری جلد ۲  
۲۴۲ پر جس کا حوالہ لکھ چکا ہے لکھتے ہیں :-

”ترمذی کی روایت میں لفظ اذا انصر جوا نہیں  
ہے۔ اور امام ترمذی نے اس حدیث کا ترجمہ ماجاء  
فی الاعتماد اذ اتقام من السجود مقرر کیا ہے۔ یہ

دونوں باتیں حافظ ابن حجر کی صحیح نہیں حدیث میں  
اذا انصر جوا کا لفظ بھی موجود ہے۔ اور باب کا نام  
بھی یہ ہے ماجاء فی الاعتماد فی السجود دیکھو  
ترمذی جلد ۱ صفحہ ۳)

اللہ تعالیٰ صحابہ کی مقدس جماعت پر اعتراض کرنے  
سے بچائے رکھے اور ان کی بدولت ہمیں بھی صحیح معنوں  
میں اسلام کا متبع بنائے۔

## ہندو اور انگریز یکجہ ہیں

(از مولانا خلیل الرحمن صاحب قمر تعالیٰ کلیانہ ریاست جیند)

ایلاٹس کی روح کا حضرت عیسیٰ کا قافلہ اختیار کر لینا  
کہ یہ عقیدہ ہندوؤں کے مسلمہ عقیدہ تناسخ (ادگون)  
کے مطابق ہے فتح گڑھ کے کلیسا کا ایک باوقار اور  
ذی لیاقت پادری اسی عقیدہ کی بنا پر عیسائیت سے  
برگشتہ ہو گیا تھا جس کا ذکر دو من مفسر اسکاٹ صاحب  
نے بھی کیا ہے۔ حوالہ کے لئے دیکھو دو من تفسیر متی، باب  
۱۲ صفحہ ۱۳)

لیکن تناسخ کا عقیدہ بت پرستوں کا ہی معلوم ہوتا ہے  
اور نہ مفسرین انجیل اور علماء اہل کتاب سب اس عقیدہ  
سے برأت کا اظہار کرتے ہیں۔ اور ایسے عقیدہ رکھنے  
والوں کا رد کرتے ہیں (حوالہ بالا)

علاوہ انہیں دو باتیں اور بھی ایسی ہیں جن میں ہندو

عنوان ملاحظہ فرما کر ممکن ہے آپ چونک پڑیں  
اور اسے مضمون نگار کی جدت خیال فرمائیں۔ مگر  
حیرانی کی کیا بات ہے۔ دعویٰ بلا دلیل نہیں ہے۔ اہلین  
سے مضمون ہذا کو آخر تک ملاحظہ فرمائیے ممکن ہے آپ  
کی حیرانی دور ہو جائے۔

آپ تعجب نہ کریں ہندو بھی انجیل کو مستند مانتے  
ہیں۔ یہ دوسری بات ہے کہ صرف اپنے چند عقیدہ و  
مراسم کی تائید کی حد تک مانتے ہوں۔ چنانچہ اپنے  
دین کے مطابق دو باتوں کی منہ انجیل سے لیتے ہیں  
ایک یہ کہ حضرت عیسیٰ علیہ السلام کا خدا ہو کر مریم کے  
پیٹ میں جنم لینا کہ یہ بت پرست ہندوؤں کے نوعوس  
اوتاروں کے حال کے مطابق ہے۔ دوسرے حضرت

کو سیر و سفر کی عام اجازت دے دی جائے تو وہ غیر توڑوں کے میل ملاپ کی وجہ سے جو اس وقت سمند بہا رہا ہے تھیں کیونکہ ہندوستان میں اس وقت یا ہندو تھے یا ہندوستان کے اصلی باشندے جن کو اچھوت قرار دے دیا گیا تھا اور جن کے لئے مجلسی و معاشی قوانین اتنے سخت بنادیئے تھے کہ ان سے میل جول ممکن ہی نہ تھا۔

یہ اپنا دھرم نہ خراب کریں! فطرت انسانی حق کی متلاشی ہوتی ہے اور ہندو رہنا جانتے تھے کہ ہمارے پاس جو بے کم از کم وہ حق نہیں ہے! اسی لئے انہیں یہ منظر نہ تھا کہ وہ ایسی قوموں سے ہیں جو مذہبی طور پر ان کے خلاف ہوں! لہذا انہیں کنوؤں کا مینڈک بنا دیا گیا۔ اور مذہبی طور پر اپنے ملک سے باہر کے سفر کو ممنوع قرار دے دیا۔ ہمارے اس خیال کی تصدیق اگر آپ کرنا چاہتے ہیں تو اسلامی تاریخ اٹھا کر دیکھئے! موجودہ حکومت کے مشنری سسٹم کی رپورٹیں پڑھئے آج ہندوستان میں دس کروڑ مسلمان ہیں! لاکھوں گریچن ہیں کیا یہ سب باہر سے آئے ہوئے ہیں؟ انہیں بلکہ یہ انہیں ہندوؤں کی اولاد ہیں جنہوں نے مسلمانوں یا عیسائیوں کے میل ملاپ کی وجہ سے یا ان کی تبلیغی گریچن سے متاثر ہو کر ہندو مت چھوڑ دیا۔ اور مسلمان یا عیسائی ہو گئے۔ یہاں آپ کو شاید ایک بات کھٹکے کہ ہندو مت کے لئے جیسے مسلمان ویسے ہی عیسائی پھر مسلمانوں کی ایسی کیا خصوصیت ہے کہ ہندو مت مسلمان کو لپیٹ سمجھتا

خیال کرتے ہیں کہ ہمارا اور عیسائیوں کا حال کیسا ہے ایک ختنہ نہ کرنا۔ دوسرے نکاح بے جہر پھر دو باتیں ایسی ہیں کہ ان کی وجہ سے ہندو اپنے آپ کو عیسائیوں سے بہتر سمجھتے ہیں۔

(۱) ہندو کہتے ہیں کہ ہماری کتب دینیہ میں باوجود مسافروں کے مصنفین کا نام بلا اختلاف موجود ہے عیسائیوں کی طرح اختلاف نہیں۔

(۲) ہندو کہتے ہیں ہم خود اگرچہ ہندو مت کی وجہ سے بگڑ گئے ہیں مگر کسی دوسرے کو بگاڑنے کے لئے اپنے دین میں شامل نہیں کرتے بخلاف عیسائیوں کے اگر آج کل ہندوؤں کی دوسری بہتری تو آریہ سماج کے جنم لینے سے ختم ہو گئی ہے کہ یہ بگڑی ہوئی قوم اب دوسروں کو بگاڑنے کا کام کھلم کھلا اور بڑے مذہب و رشور سے کر رہی ہے یہ بات دوسری ہے کہ عیسائیوں کی تنگ و تاز دنیا کے کوفے کو نے میں ہے اور ہندو صرف ہندوستان کے بہو نے بھٹکے لوگوں پر مشفق ستم فرما رہے ہیں۔

اس کی وجہ شاید یہ ہے کہ ہندو سمند بہا رہے سفر کا مذہبی طور پر قائل نہیں! اس کے ہاں مذہبی طور پر اس کی ممانعت ہے اس کی مصلحت کوئی ہندو وودان ہی بنا سکتا ہے ہمارے خیال میں تو وجہ صرف یہ آئی ہے کہ ہندو مت چھوٹی موٹی کا ایسا درخت ہے! جو کسی کا سایہ پڑ جانے سے بھی مرجھا جائے! ہندو رہنماؤں نے خیال کیا کہ اگر ان

لہذا عیسائی ہونا مسلمان ہونے سے اچھا ہے اور چونکہ عیسائیت ایک جذب بت پرستی ہے وہاں وصالیت خود عیسائیوں کے ہاتھوں ذبح کی جا رہی ہے اس لئے بھی ہندو کو کوئی ایسا خطرہ نہیں۔ لہذا وہ عیسائیوں سے پرہیز نہیں کرتا۔ اور سب سے بڑی وجہ یہ ہے کہ ہندو ایک فطری مذہب ہے۔ انسان کے فطری تقاضوں کی تسکین کا۔ کہ وٹروں معبودان باطل کے در سے ہٹا کر وحدۃ لاشریک لہ خدا کی بارگاہ نے نیانہیں سجدہ ریز کرنے والا۔

اور پھر سب سے بڑی بات یہ کہ جس طبیعت میں ذرا سی حق پرستی ہو فوراً اپنے اندر جذب کر لیتا ہے ختم اللہ علی قلوبہم کے قسم کے لوگوں کو چھوڑ دیجئے ان کے علاوہ کٹر سے کٹر کافر چند ساعت کے لئے ہر قسم کے تعصبات سے خالی لذہن ہو کر تعلیمات اسلامی اور اس مذہب فطری کا مطالعہ کرنے مجال نہیں کہ پھر دنیا کا کوئی مذہب اس کی نظروں میں چلے۔

ہندو پیشوا اسلام کی اس جاذبیت کا تجربہ کر چکے تھے! انہیں اس مقناطیسی کشش کا تجربہ اتنی بار ہوا کہ ان کا علم عین یقین بن گیا۔ انہوں نے یہ بجا محسوس کیا کہ اگر دنیا میں کوئی فطری اور سچا مذہب ہے تو اسلام ہے۔ یہ ہی مذہب ایسا ہے کہ ان کے جذبہ بت پرستی کے تصور تک کو برداشت نہیں کر سکتا۔ اس مذہب کو قبول کر لینے کے بعد گنجائش نہیں رہتی کہ انسان اپنے معبودان باطل کا دھیان بھی لا سکے۔

ہے۔ اچھوت قرار دیتا ہے! اور اس سے کنارہ کشی کی مذہبی تاکید کرتا ہے لیکن عیسائیوں کے متعلق وہ کچھ نہیں کہتا۔ عیسائیوں سے ملنے سے اس کا دھرم بگڑتا ہے نہ وہ عیسائیوں کو براک سمجھتا ہے! تو اس کی چند وجوہ ہیں اول تو ہندو سمجھتا ہے کہ انگریز اور ہم ایک ایک نسل اور یکجہد میں! اور ہندو مت سے چونکہ ہندو گھبرا اٹھتا ہے۔ اس لئے اس کا خیال ہے کہ اگر مذہب کا لیبیل بدل جائے تو وہی لیبیل لگایا جائے جو اپنے باپ دادا کا ہو۔ دوسرے انگریز اس وقت حکمران قوم ہے اور ہندو قوم چونکہ ایک مجرم قوم ہے اس نے ہندوستان کے اصلی باشندوں کو تباہ کر کے یہاں اپنا تسلط قائم کیا ہے اور اب وہ قومیں بیدار ہو رہی ہیں اس لئے بھی وہ سہارا چاہتی ہے۔ اور ظاہر ہے موجودہ وقت میں بہترین سہارا انگریزی ہو سکتے ہیں۔ اور مسلمان بھی لیچھہ انگریزی راج میں ہوئے ہیں ورنہ جب مسلمانوں کی سلطنت تھی تو انہی لیچھوں کی خدمت میں اپنی بیٹیاں پیش کی ہیں۔ اور جب مسلمان قوم ہندوستان پر حکمران تھی اس وقت ہندو نے اس کا اقتصادی بایکا نہیں کیا۔ اس وقت وہ اچھوت نہیں سمجھے گئے۔ آج وہ جب ان کی طرح غلامی کی لعنت میں گرفتار ہو گئے تو سارے عیب ان میں پیدا ہو گئے۔ اور ایک وجہ یہ بھی ہو سکتی ہے کہ ہندو سمجھتا ہے کہ اس کے جذبہ بت پرستی کی تسکین کا سامان عیسائیت میں ہی ہے تو ایسی صورت میں نام کی تبدیلی ہے حقیقت تو نہیں بدلتی



اس لئے انہوں نے سب مذہبوں سے زیادہ قدغن اسلام پر لگاؤی۔ اس کے پیروؤں کو گندے سے گندے انقلاب دے کر اپنی جاہل قوم کو ان سے متنفر کرنے کی کوشش کی۔ مگر دنیا جانتی ہے اور فطرت انسانی کا یہ تقاضا ہے کہ جس کام سے انسان کو روکا جائے فطرت اس کے کرنے پر ابھارتی ہے اگر یہ بات آج نہ ہوتی تو ہندوستان میں آج کروڑوں مسلمان نہ ہوتے۔ چند براہ جو آئے تھے وہ اپنی زندگی تک بے شک یہاں بسر کر سکتے تھے۔ مگر ان کے مرنے کے بعد ہندوستان کی کوئی قوم ان کی تائید نہ کیا نام و نشان تک سے واقف نہ ہوتی۔

آج ہمیں افسوس اس بات کا ہے کہ مسلمان خود مسلمان نہیں رہے۔ اگر آج وہ اسلام کا حقیقی اور مہلی پیکر ہوتے تو ہندوستان میں جو ہندوؤں کی تعداد ہے وہ مسلمانوں کی ہوتی۔ اور مسلمانوں کی تعداد میں ہندو رہ جاتے۔ اغیار اسلامی تعلیمات کو دیکھتے ہیں اور مسلمانوں کو دیکھتے ہیں۔ وہ دیکھتے ہیں کہ جب ہم مسلمان ہو کر چور، ڈاکو، عیش پرست، مفلس و در ماندہ، ذلیل و خوار، بے غیرت، بنگرہ جائیں گے تو اس سے آچھے تو ہم ہندو ہی ہیں۔ کہ امانت دار تو کہلاتے ہیں۔ بچے تو سمجھے جاتے ہیں۔ اپنے فرض منصبی سے غفلت کا الزام تو ہم پر نہیں چور، ڈاکو تو نہیں کہلاتے۔ اپنا دھرم بھی چھوڑیں اور نہیں خائن بددیانت! ذاتی اور بدکارہ! تو نہ خدا ہی ملا نہ حلال

کہاں ہیں وہ بد عمل مسلمان جو اپنی برتری کا ذہنی تقارہ پیٹتے ہیں آئیں اور اپنی بد اعمالیوں اور دنیا فریبوں کا تنازعہ دیکھیں کہ ان کی خیانت اور بددیانتی دنیا کے لئے اسلام قبول کرنے میں کتنی بڑی روکاؤٹ بنی ہوئی ہے۔ آج دنیا مذہب حق کے لئے مضطرب ہے تنباہ کاریوں میں مبتلا دنیا جائے امن تلاش کر رہی ہے! اسلام پکار پکار کر انہیں پیام امن دے رہا ہے۔ مگر اسے بد عمل مسلمانوں تم اسلام کے حصار امن کے دروازہ سے پر مضطرب دنیا کا دروازہ دھکے کھڑے ہو دنیا اسلام کے دروازے پر آئی ہے مگر تمہاری گنہگارونی اور مکروہ صورت دیکھ کر واپس لوٹ جاتی ہے! کاش تم اپنی اصلاح کرو۔ بد اعمالی کے جس غانے نے تمہیں مکروہ صورت اور قابل نفرت بنا دیا ہے کاش تم آسے دھو ڈالو۔ اور اپنی اصلی ویدہ زیب صورت پر آ جاؤ۔ اگر ایسا نہیں کر سکتے تو دروازہ چھوڑ دو اور جہاں تمہارے سینک سمائیں نکل جاؤ۔ درہنہ یاد رکھو پس پر وہ تمہارے لئے انتقام کی تحریکیں ہو رہی ہیں تم نا اہلوں کو زبردستی دھکے دے کر یہ درہانی کا معزز اور لائق عہدہ تم سے چھین لیا جائے گا! لا تبدیل حکمت اللہ! انک تقدیر العزیز العظیم۔

ناظرین مجھے معاف فرمائیں شاید میں مقصد سے دور ہٹ گیا!

ہندوؤں اور انگریزوں کا یکجہ ہونا انہیں کے قول سے ثابت ہے۔ چنانچہ ولسن صاحب جو محاورات زبان

انگریزی	سنسکرت	انگریزی	سنسکرت
پتا (باپ)	فادر	ماتا	مادر
بھرتا (بھائی)	برادر	(دھونڈا لڑکی)	ڈاٹر
گٹو (گائے)	کٹو	اسپ (گھوڑا)	ہارس
دودھامی (دینا)	دوینوشن	تستہاجی (کڑاٹا)	سٹینڈ

پر کہنے میں کمال کے درجہ تک مشہور ہیں۔ اور ان کے علاوہ دیگر لوگوں نے بھی اپنی معلومات کا بچوڑ یہ دیا ہے کہ انگریزاں ہندو ایک باپ کی اولاد ہیں یعنی دو ہزار برس سے زیادہ کا عرصہ گزرا کہ جب یہ غول بیابانی تاتار سے نکلا ہے۔ اس وقت ایک گروہ یورپ کو چلا گیا جو کہ انگریزی ہیں۔ اور دوسرا گروہ ہندوستان میں آیا یہ سب ہندو ہیں۔

تاریخ سلطنت انگلشیہ مؤلفہ مرثیہ تعلیم پنجاب مطبوعہ سرکاری شائعہ صفحہ ۱۱ میں لکھتے ہیں۔ کہ اب سلٹ اور گوتھ دو قوم کے آدمی برطانیہ یعنی گریٹ برٹین میں آباد ہیں۔ اور وہ اور ہندو ایک ہی نسل سے ہیں

اور پادری ونٹر صاحب۔ درباب علم زبان لکھتے ہیں کہ ایک مدت سے انگریزوں کے اور ہندوؤں کے باپ دادا ایک جگہ رہتے تھے۔ اور اب پچھلے زمانے میں پروردگار کے انتظام اور محبت سے یوں ہوا کہ ان کی اولاد بھی اسی ملک ہندوستان میں رہا کر رہتی ہے بھائی پھر بھائی کو دیکھتا ہے اور ہاتھ ملا کر ایک ہی پتا پر میشر ایک فادر مطلق کے حضور کھڑے ہوتے ہیں اور یقین ہے کہ اللہ تعالیٰ کے انتظام میں یہ مقرر ہوا تھا کہ ایک دوسرے کو قائلہ بخشنے (اندہ سالہ دلی سوسٹی مطبوعہ ۲ فروری ۱۸۵۷ء صفحہ ۱۴۲) پھر اسی سال کے صفحہ ۱۴۱ میں پادری ونٹر صاحب زبان ہندی یعنی سنسکرت کا اور انگریزی کا اتفاق یوں بیان فرماتے ہیں۔

اسی رسالہ کے صفحہ ۱۱ پر لکھا ہے کہ پادری صاحب مضمون سنسکرت ڈپٹی کمشنر نے کہا درحقیقت بعض الفاظ ہندوستانی (ہندی) اور انگریزی اس قدر ملتے ہیں کہ اس سے بیفرق ثابت ہوتا ہے کہ ہندوؤں اور انگریزوں کی زبان کی ایک اصل ہے چنانچہ جو ہے کو ہندی میں "مستی" کہتے ہیں اور انگریزی میں ماؤس!

بعض ہندوؤں کے قول سے ایسا معلوم ہوتا ہے کہ لڑکائی میں جب راجپوت ماہ سے گئے تو ان کی مائٹوں نے سینتاجی سے کہا کہ اب ہم بے شوہر ہو کر کہاں جائیں۔ تب سینتاجی نے بردوان دیا کہ تم دام چندہ کی فوجوں کے پاس رہو اور تمہاری نسل ہماری راج دام یعنی اجودیا میں راج کرے گی۔ چنانچہ انگریزوں ہی ہیں۔

نکلا تو ہندو اور انگریز ایک ہیں ہی۔ اگر ہنظر غور دیکھا جائے تو مدہ بہا بھی ایک ہی ہیں۔ اصل الاصول عیسائیوں میں بھی تثلیث ہے (اگرچہ یہ ایک ڈھکوسلا اور روایت روایت دونوں کے خلاف ہے خود ان میں اس کے ثبوت سے قاصر ہیں جیسا کہ میں نے اپنے مضمون "تحقیقہ تثلیث" میں ثابت کر چکا ہوں)

وہ باپ بیٹے اور روح القدس کے معتقد ہوتے  
ہندو بھی اسی طرح تثلیث پرست ہیں وہ بھی برہما  
ویشنو اور ہیش کو ذات واحد کا حقیقی ظہور مانتے  
ہیں:

علاوہ ازیں مولف فرید جاوید نے غور و فکر  
سے مشابہت و مشابہت والے اور کا ایک جائزہ کر  
کیا ہے ہم اس کو اس گزائش کے ساتھ پیش کرتے  
ہیں کہ اگر کوئی بات موجودہ دور کے انگریزوں یا  
ہندوؤں میں نہ پائی جائے تو اس کا یہ مطلب نہیں کہ  
یہ مصنف کی ایجاد ہے بہت ممکن ہے وہ بات عام  
شائع ذائع نہ ہو کسی خاص فرقہ کا امتیاز ہو یا مرد  
زمانہ کے ساتھ یا اس کی خامیاں و غلطیاں محسوس  
ہونے بعد کسی قوم نے یہ نشان ترک کر دیا ہو۔

لہذا یہ ہندوؤں کا خاص پہناوا ہے۔ موجودہ انگریزوں  
میں اس کی جگہ سایہ ہے جو کسی زمانہ میں لہنگا ہی تھا۔  
تھے تھنہ ہنا۔ ہندو اور عیسائی دونوں فتنہ نہیں کرتے  
ایسے طرف سے لکھنا۔ نہ ہونا۔ مجھے یاد پڑتا ہے  
کہ میں نے کہیں دیکھا ہے کہ زمانہ قدیم میں عیسائی حضو  
راہب اور راہبہ اپنی کو چھونا گناہ عظیم تصور کرتے  
تھے پیدا کش کے بعد سے مرتے وقت تک نہ انہ  
منہ دہوتے تھے نہ غسل کرتے تھے ممکن ہے اب گناہ  
نہ رہا ہو یا عموم اور کثرت اس کے خلاف ہو۔

طرد بیان۔ مثلاً ناک جگہ آہونا۔ چنانچہ ہندی گیان  
بمعنی دانش اور گیان بمعنی نادانی اسی طرح  
انگریزی میں ریشل اور ریشل بمعنی مذکور آتا ہے۔

پھر ہندی میں جس لفظ کے شروع میں حرف یا ہو  
اسے جاپڑھتے ہیں جیسے بودھا کو جودھا اور  
سین بکت کو سن بکت (ہندی نواسہ منہ کلیمیا صف ۲۷  
سطر ۵ و ۱۸) اور مدپ کو مدپ (ایضاً صف ۲۹ سطر ۶)  
اسی طرح انگریزی میں یعقوب کو جیکب، یوسف کو  
جووزف، یونس کو جونس، اور یروشلیم کو جبرولسم  
کہتے ہیں۔

انگریزی۔ انگریزوں کے ہاں اس کا نام داسکت ہے  
جند و تیر دیواستے ہیں عیسائی تثلیث اتر دیو کا  
مطلب یہ ہے کہ ہندو عقیدہ کے مطابق خدا کی ذات  
کا ظہور برہما، ویشنو، ہیش میں ہوا۔ اوشا ر یعنی  
خدا کا کسی خاکی جسم میں پیدا ہوتا۔ اجمال میں دونوں  
متفق ہیں عیسائی بھی حضرت عیسیٰ کو خدا کا اوتار  
سمجھتے ہیں جو مریم کے خاکی جسم میں ظاہر ہوا اول  
خطاوس ۳ باب ۱۶) ہندوؤں کے اوتاروں کی تعداد  
زیادہ ہے۔ کہتے ہیں نو اوتار پیدا ہو چکے ہیں دسویں  
کا انتظار ہے۔ نو جو ہو چکے ہیں ان میں رام اوتار  
کرشنا اوتار یہ زیادہ مشہور ہیں اوسواں اوتار  
سبھل مراد آباد کے ایک برہمن کی کنواری کنبہ سے  
ہوگا۔ وہ ایک لڑکا جنمے گی اور سنگٹکنی کہلائے گا  
(نایمخ نادر العصر مؤلفہ دلفنشی نو لکھنؤ مطبوعہ  
۱۳۶۳ء آخر صف ۵)

مرزا غلام احمد متنبی قادیان نے بھی اوتار ہونے  
کا دعویٰ کیا تھا۔ انہوں نے یہ نہیں سوچا کہ اس  
دعویٰ کے بعد وہ ہندو یا عیسائی تو ہو سکتے ہیں مگر

مسلمان نہیں رہ سکتے کہ اسلام اس قسم کا تصور بھی بڑا نہیں کر سکتا۔ ہمیں افسوس ہے کہ وہ اقوام بن کر اسلام سے تو خارج ہو ہی گئے تھے ہندو یا عیسائی دنیا میں بھی کوئی وقعت اور وقار حاصل نہ کر سکے۔

خير الدنيا والاخرة ذالك هو الخمر المبيح  
داڑھی منڈانا، خنزیر کا گوشت کھانا چنانچہ رسالہ  
نیت پرمکاش اسبغہ الہیہ بابت تمام منہی کتب لال نمبر  
مطبوعہ ۲۴ فروری ۱۹۲۷ء میں لکھا ہے کہ مذہب  
ہندو کی رو سے سور کا گوشت کھانا جائز نہیں!  
اور نہ شراب پینا ناجائز ہے الخ شراب پینا افسوس  
ہے ان مسلمانوں پر جو مسلمانوں کا سامان رکھتے ہیں  
اور چاہتے ہیں کہ دنیا انہیں مسلمان سمجھے اگر شراب  
پیتے ہیں میں تو بلا خوف و ہمت لائم کہوں گا کہ جو  
مسلمان شراب پیتے ہیں وہ اسلام کو مضحکہ بنانے میں  
خدا و رسول کے احکام کو ٹھکراتے ہیں اور جو اسلام کو  
مضحکہ بنائے خدا و رسول کے احکام کو ٹھکراتے وہ  
سب کچھ ہو سکتا ہے مسلمان نہیں ہو سکتا۔

ننگے سر کھانا اور عبادت کرنا عبادتِ نفہ و سرود  
کے ساتھ اقوام کی تقدیس کہ ہندو بھی اس کو  
مقدس سمجھتے ہیں اور انگریزوں کی تو گویا یہ عید  
ہے۔ بیاہ شادی غیر برادری میں کرنا سود خوری  
ہندو کی سود خوری ضرب المثل ہے سود خوری ہیں  
دونوں قومیں برابر میں فرق اتنا ہے کہ ہندوؤں  
کا طریق سود خوری غیر مذہب ہے اور انگریز سلیفہ  
اور ٹیپ ٹاپ سے دنیا کو تباہ کر رہے ہیں یہ بگڑ

سسٹم اور یہ انشورنس کمپنیاں ایک ہیں سودی کا وہا  
کے مذہب اڑے! افسوس تو ان مسلمانوں پر ہے  
جو اس حرام کو شیر مادہ سمجھ رہے ہیں۔ انہوں  
نے حرم الہیہ کو فراموش کر دیا ہے۔ اور خدا  
رسول کی طرف سے لڑائی کے چیلنج کو قبول کر لیا  
(فاذفا بحرب من اللہ ورسولہ) پھر جو نتائج  
اور ثمرات خدا سے لڑائی مول لینے پر مرتب ہوئے  
ان کا شکوئی و شکایت کیوں؟ خدائی سے لڑائی  
کر دو! اور عزت پاؤ! آرام اور سکھ دیکھو!

(ایں خیال است و محال است و جنون)

شکر کہ وہ آسمان سے پتھر نہیں برستے! تم  
زمین میں غرق نہیں کئے جاتے! تم مسلمان ہو؟ یا زندہ  
مسلمانی ہے؟

استنجانہ کہنا مردہ بے کفن۔ نکاح بے ہر اگرچہ  
توریت میں ہر کا ذکر کئی جگہ ہے۔ یہودی اس دستور  
کے ہمیشہ سے پابند ہیں! مگر انگریز؟ اس دور میں اگر  
یہ معیار قائم کر لیا جائے کہ وہ عیسائی نہیں جو شریعت  
پر عمل کرے تو بے جا نہ ہوگا۔

شوئمبر۔ لڑکی جسے پسند کرے اسے بیاہ لے جیسے  
سیتا نے اپنے بیاہ میں کیا! ہندو اسے سو گمبھ کر لیں  
عیسائیوں نے اس کا نام کو رٹ شپ رکھ لیا ہے  
جسے پردگی اور اس کے نتائج۔ بے حیائی، بے شرمی  
آبرو باختگی، بے عصمتی دہندو تاریخ کو اگر ہم معتبر  
مان لیں تو قدیم ہندو عورت کو باوجود بے پردگی  
کے ہم بے حیا، آبرو باختہ کہنے کی جرات نہیں کر

سکتے۔ لیکن موجودہ روشن و جذبہ دور میں ہم ہندو عورت کیا، مسلمان عورتوں کو بھی جن کے ایمانی اجزاء میں جیاد شرم داخل ہے۔ اس بے پردگی ہی کی بدولت آوارہ و ذلیل! الجہ شرم اور عصمت فروش پارہ ہے میرا اور انگلیزوں نے تو غالباً اپنی لغتوں سے بھی جیاد شرم عصمت و عفت کے حروف مشابہت میں ہیں دوسری قوموں سے کیا عرض! یہیں تو تاسف اور رونا مسلمان قوم کا ہے کہ وہ مسلمان کہلا کر اسلام کو ذلیل کر رہے ہیں (نغوذ باللہ) اب وہ اس حد تک پہنچ چکے ہیں کہ اگر اسلام ترک بھی کر دیں تو اسلام کو نقصان نہیں پہنچے گا۔ بلکہ ایک فائدہ یہ ہو گا کہ اسلام کا دامن ایسے بدنام کنندوں کے وجود سے پاک ہو جائے گا۔ اسلام کو ذلیل کرنے والے مسلمان تو اب بھی نہیں ہے۔ کاش وہ اپنے نام بھی بدل لیں بے لب لی ہوئی ہو چکیں۔ ذبح جے نام خدا جن کا خلا ہی نہ ہو وہ نام کس کا لیں! تلفظ میں یکسانیت نہ اور حرف حلق و مطبقہ نہ ادھر! یعنی ع ص ق وغیرہ ترسول کا نشان جو ایک قسم کا مذہبی نشان سمجھا جاتا ہے! عیسائیوں کے ہاں صلیب ہے جو ترسول سے بہت مشابہ ہے جو ترسول کے کنارے اوپر ہوتے ہیں۔ بعض اوقات فرق صرف اتنا ہو جاتا ہے کہ بعض ترسول کے کنارے کبھی نیچے جھکے ہوتے ہیں اور صلیب کے ہمیشہ اوپر! علاوہ ازیں بعض جگہ عیسائیوں میں ہی خود ترسول کا نشان ملتا ہے! چنانچہ لارڈ ویلنگٹن کے نشان امارت یعنی مارک میں دونوں بڑی تصویریں

کے ہاتھ میں جن کا سرو سیٹھ انسان کا اور پاؤں مچھلی کی دم تھی خاص ترسول بنی تھی کہ صلیب دیکھو۔ پیرس ج آف انگلینڈ مطبوعہ لندن ۱۷۷۷ء جلد ۲۵۵ تصویر ۱۶۲۔ اور اسی طرح ایبرل فوٹو لیم کے نامک میں جو دو صورتیں ان کی تھیں ان کے ہاتھ میں بھی ترسول تھے۔ مگر ان ترسولوں کے کنارے نیچے کو جھکے ہوئے تھے! دیکھو پیرس ج آف انگلینڈ جلد ۱۷۷۷ء گم جاؤ مسند! جو دونوں قوموں کی عبادت کا ہیں ہیں۔ تقریباً ہم شکل ہوتی ہیں! موٹے زیر ناف اور بغل وغیرہ رکھنا کہ ہندوؤں کے نزدیک یہ گناہ نہیں ہفتہ کے دنوں کے نام جو گریزوں کے مقررہ کئے ہوئے ہیں وہ بھی ہندو عقائد کے لحاظ سے معلوم ہوتا ہے! مثلاً سنڈے (اتوار) سن سوڈج دیوتا کا دن منڈے (پیر) چندرما کا دن۔ ٹوئزڈے (منگل) ٹو اس دیوتا کا دن! ویڈنرڈے (بدھ) ووڈن دیوتا کا دن۔ تہرس ڈے (جمعرات) تہرا دیوتا بادل گر جانے والا! سب دیوتاؤں سے بڑا کا دن! فرائڈے (جمعہ) فریاد یہی کا دن ہسٹری (سینچر) سینچر بار خل کا دن! سترن کے معنی یونانیوں اور رومیوں کے ہاں سب دیوتاؤں کا باپ جیسے رہا سیکون والے بھی اس کی پرستش کرتے تھے۔ (دیکھو تائریخ سلطنت انگلیش ۸۷۷ء) اور انتخاب تائریخ کلیا مشہور مخزن مسیحی نمبر ۱۷۷۷ء میں بھی یہ وجہ تسمیہ ایام لکھی ہے۔ عبادت کے وقت گھٹ بجانا۔ وین پھیلائے کے لئے دونوں قومیں لڑنا نا جائز سمجھتی ہیں لیکن عملاً عیسائیوں



ترجمہ ضابطہ

## مرزا غلام احمد قادیانی

(مولانا سید سعد اللہ صاحب کا کاخیل)

پنجاب کی نبوت خیز سرزمین کے ضلع گورداسپور میں  
۱۲۹۰ھ میں غلام احمد نامی ایک شخص نمودار ہوئے ان  
کی پیدائش مخلوق کے لئے ابتلا تھی۔ رفتہ رفتہ آپ نے  
دعویٰ کیا کہ موجودہ وقت کے لئے میں مصلح اعظم مسیح  
موجود۔ بنی رسول ہوں بلکہ محمد ثانی ہوں۔

مرزا صاحب کے اقوال متضادہ اور تحریرات  
متخالفہ کی وجہ سے ان کے قوت ہونے کے بعد ان  
کے تابعین مختلف ہو کر بعض آپ کو مجدد مصلحت  
بتانے لگے مجددیت اور مصلحت تو بڑی چیز ہے  
مرزا جی میں عام اخلاق انسانی بھی نظر نہیں آتے  
نورۂ ملاحظہ ہو۔

لکڑیاں مرزا | مرزا صاحب نے اپنی رسالہ تحفۃ اللہ  
مطبوعہ ۱۳۰۷ھ کے صفحہ ۱۰ پر لکھا ہے کہ  
”قرآن نے میری گواہی دی ہے۔ رسول اللہ  
صلی اللہ علیہ وسلم نے میری گواہی دی ہے۔ چھپے نیوں  
نے میرے آنے کے متعلق زمانہ معین کر دیا ہے جو کہ  
یہی زمانہ ہے۔ اور قرآن نے بھی میرے آنے کا زمانہ  
متعین کر دیا ہے۔ جو کہ یہی زمانہ ہے۔ اور میرے  
لئے آسمان نے بھی گواہی دی ہے۔ اور زمین نے  
بھی۔ اور کوئی نبی نہیں جو میرے لئے گواہی نہیں  
دے چکا۔

حضرات عبارت مذکورہ بالا میں تو جھوٹ میں جن  
پر غبرات چپان ہیں۔ ان سب میں زیادہ قابل غور  
یا نچواں جھوٹ ہے۔ کہ قرآن شریف نے ان کی  
تشریف آوری کا زمانہ متعین فرما دیا ہے۔ قادیانی  
مبلغین قرآن کریم میں کوئی ایسی آیت یا جملہ دکھلا  
دیں جس میں مرزا صاحب کے آنے کے متعلق ارشاد  
ہو۔ مگر قطعاً نہ دکھا سکیں گے۔  
(۲) دوم یہ کہ مرزا صاحب نے اپنی کتاب شہادۃ القرآن  
میں لکھا ہے کہ

”اگر حدیث کے بیان پر اعتبار ہے تو پہلے ان  
حدیثوں پر عمل کرنا چاہیئے جن میں آخری زمانہ میں  
خلیفہ کی نسبت خبر دی گئی ہے۔ خاص وہ خلیفہ جس کی  
نسبت بخاری میں لکھا ہے کہ آسمان سے اس کے  
لئے آواز آئے گی کہ ہذا خلیفۃ اللہ ملہدی۔ اب سوچو  
کہ یہ حدیث کس پایہ اور درجہ کی ہے کہ جوامع الکتاب  
بعد کتاب اللہ میں ہے۔

حضرات ہم قادیانیوں سے یہ پوچھتے ہیں کہ  
وہ بتائیں کہ بخاری شریف میں یہ حدیث کس باب  
اور کس فصل اور کونسی صفحہ پر تحریر ہے۔ کم از کم  
صفائی سے حوالہ دینا موقع تہلانا دیانت ہے۔ محض  
بجمل طریقہ سے یہ کہنا کہ بخاری میں ہے غالباً دہوک

حضرات آپ خود غور واد سوچ سکتے ہیں کہ ایسے گندے اور ناپاک بازار ہی الفاظ اور قبیح طرزہ لہجہ سے اگر آج کسی ردیل سے ردیل کو کہے جائیں اور اس سے انہی لفظوں سے مخاطب کیا جائے تو کیا حال ہو گا؟ کیا اس کے شان میں تہمت نہیں مگر اللہ تبارک و تعالیٰ کا رحم اور حلم حد سے بڑھ کر ہے کہ اس کے اولوالعزم رسول اور باحرمیت معصوم بنی حضرت عیسیٰ علیہ السلام کو جن کی بابت قرآن کریم صاف صاف لفظوں میں بتلایا ہے کہ خدا کے یہاں ان کی بڑی وجاہت اور قدر و منزلت ہے اور وہ خدا کے مقررین اولوالعزم انبیاء میں سے ہیں یہ گایاں دی گئی؟

(۲) دوم یہ کہ مرزا صاحب اعجاز احمدی صفحہ ۱۲، ۱۳ پر تحریر فرماتے ہیں کہ

”بلکہ بچی بنی کو اس پر ایک فضیلت ہے کیونکہ وہ شراب نہیں پیتا تھا۔ اور کبھی نہیں سنا گیا کہ کسی فاحشہ عورت نے اپنی کماٹی کے مال سے اس کے سر پر عطر ملا تھا۔ یا ہاتھوں یا اپنے سر کے بالوں سے اس کے بدن کو چھوا تھا۔ یا کوئی بے نطق جوان عورت اس کی خدمت کرتی تھی۔

اس وجہ سے خدا نے قرآن کریم میں عیسیٰ کا نام حضور رکھا مگر مسیح کا نام نہ رکھا کیونکہ ایسے قصہ اس نام رکھنے سے مانع تھے۔ ہائے کسی کے سامنے یہ ماتم لے جائیں کہ حضرت عیسیٰ علیہ السلام کی تین پیشگوئیاں صاف

ہے اور کچھ نہیں۔ اور انشاء اللہ تعالیٰ کوئی قادیانی یا لاہوری حضرات اسی حدیث کو بخاری شریف میں نہیں دکھا سکتے۔ اس لئے کہ اس حدیث کی سرے سے بنیاد ہی نہیں۔

غور کرنا چاہیئے کہ قرآن کریم کیسی کثیر الوجود کتاب ہے جس سے کسی مسلمان کا گھر عموماً خالی نہ ہو گا۔ مدارس میں مساجد میں بکثرت نسخ موجود ہیں۔ ایسی کتاب کا غلط حوالہ دینا معمولی اور غیر عادی اور ناتجربہ کا رجحوت ہے کام نہیں بلکہ بڑے مشاق اور کامل کذاب کا کام ہے۔ نیز بخاری شریف اپنی شہرت کی بنا پر ایسے حد پر پہنچ چکی ہے کہ امت محمدیہ کے نزدیک قرآن منزل کے بعد اسی کا درجہ ہے اور بہت ہی اولیاء اللہ محدثین حضرات اسی کے حافظ ہیں۔ اسی کا غلط اور بے بنیاد حوالہ دینا اور مخلوق خدا کو اسی پر ہوکہ دیتے ہوئے شرم نہ کہ نا کچھ کم مشاقی اور ناتجربہ کاری کی دلیل نہیں۔

**تو میں انبیاء** | اسی سلسلہ میں اختصاراً دو عبارتیں پیش کرنا مناسب جانتا ہوں۔

(۱) اولاً مرزا صاحب نے حاشیہ انجام آتھم کے صفحہ ۷ پر تحریر فرمایا ہے کہ

”آپ کا فائدہ ان بھی نہایت پاک اور مطہر ہے تین دایاں اور نائیاں آپ کی نہ نا کا ر عورتیں تھیں جن کے خون سے آپ کا وجود مبارک نلہو پذیر ہوا۔“



طور پر چھوٹی نکلیں۔ اور آج کوئی زمین بردہ ہے جو اس عقدہ کو حل کرے۔

معزز حاضرین! اس عبارت میں جو توہین اور ہتک الوالعزم انبیاء میں سے حضرت عیسیٰ علیہ السلام کی ہے۔ ایسی توہین اور کسی معمولی انسان کی بھی شرعاً جائز نہیں۔ اگر کسی شخص کے سامنے کتبہ قبیلہ پر نہ ناکا رہی کی تہمت لگائی جائے۔ کیا اس سے بھی زیادہ توہین ہو سکتی ہے

غدر گناہ | مرثائی جواب دیتے ہیں کہ واقعی صحیح بخاری کا حوالہ خلاف واقع ہے۔ مگر یہ حضرت مرثا صاحب کی بددیانتی اور غلطی نہیں بلکہ یہ کاتب کی بھول اور سہو ہے۔ اور بسا لوگوں کے تحریرات میں کاتب سے غلطیاں موجود ہیں مگر اس سے مصنف کی غلطی لازم نہیں آتی۔ باقی ہر ماقرآن شریف کا حوالہ یہ بالکل صحیح اور بجا ہے۔ اور واقعی حضرت مرثا صاحب کے ظہور کا زمانہ متعین کیا گیا ہے۔ اور قرآن کریم میں اس کے متعلق بہت جگہوں میں اشداموجود ہے۔ زمانہ کے بیان اور تعیین سے اگر آپ لوگ یہ سمجھتے ہیں کہ سن و تاریخ بتلائی ہو تو یہ مراد ہی نہیں بلکہ مراد اس سے زمانہ کے علامات خاصہ ہیں۔ اور قرآن میں ایسی بہت آیات ہیں جن میں حضرت مسیح موعود کا اور ان کے زمانہ ظہور کی علامت کا ذکر ہے۔ چنانچہ محمد رسول اللہ والذین منہ الخ اور ہوالذی ارسل رسولہ بالہدی الخ اور وعد الذین آمنوا منکم الخ اور اذا العشار عطلت غیرہ فی سب آیات میں جناب مرثا صاحب کے زمانہ ظہور کی

علامت کا بیان ہے۔

(۲) نیز انجام آتھم کی عبارت جو تم لوگ پیش کرتے ہو اس میں آپ نے یہ نہیں بتلایا کہ یہ الفاظ کس کے متعلق لکھے گئے ہیں۔ آپ پر فرض تھا کہ اس کو ظاہر کر دیتا تاکہ ناظرین کو دھوکہ نہ ہو۔ اب میں تمہیں بتلاتا ہوں کہ مرثا صاحب نے یہ الفاظ یسوع کے متعلق فرمائے ہیں نہ کہ حضرت عیسیٰ علیہ السلام کے بارے میں۔ اور یہ ظاہر ہے کہ حضرت عیسیٰ علیہ السلام کی شخصیت اور ہے اور یسوع کی اور۔

(۳) اعجاز احمدی کی عبارت پیش کردہ واقعی حضرت عیسیٰ علیہ السلام کی نسبت لکھی گئی ہے۔ مگر اس سے الزام اور ہتک شان مقصود نہ تھا بلکہ وہ محض عیسائیوں کو الزام دینے کے لئے لکھی گئی تھی کیونکہ ایک عیسائی نے آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کی شان میں نہ ناکا رکے الفاظ مستعمل کئے تھے۔ اس کے انتقام لینے کی غرض مرثا صاحب نے الزام چند کلمات بطور تہنیت ان کے برگزیدہ رسول کے متعلق لکھے۔

حضرات یہ مذکورہ بالا جوابات بلکہ خرافات مرثائیوں کا نہ اس کے قابل ہیں کہ سنی جائیں اور نہ اس کے لائق ہیں کہ ان کی تردید و تشیع کی جائے۔ مگر عوام مسلمانوں کی خیر خواہی کے بموجب کچھ کہنا مناسب ہے سن لیجئے

(۱) مرثائیوں کا یہ اقرار کہ صحیح بخاری کا حوالہ غلط اور سہو کا کاتب ہے۔ تو کیا یہ پوری عبارت اب سوچو کہ یہ حدیث کس پایہ اور درجہ کی ہے کہ جو اصح الکتاب بعد کتاب اللہ میں ہے۔ سہو کا کاتب اور غلط ہے۔ اور

بالفرض والتقدير اگر سہو کا تب بھی مانا جائے تو اب  
تک کہ اتنا زمانہ کثیرہ اس کتاب کو چھپتے ہوئے گزرا  
خود مرزا صاحب نے حالت حیات میں اس کا اعلان طبع  
کرنے کا سبب نہیں سمجھا۔ یا ان کے تشریف لے جانے کے  
بعد کسی مرزائی نے اس عبارت کی تردید شائع نہیں کی  
مرزا صاحب کی تصحیح عبارت اور تسلیم مقصد کے لئے  
ان کے انکار عملی سے زیادہ اور کوئی دلیل ہو سکتی ہے؟  
(۲) قرآن مجید کی آیات مذکورہ کو جو مرزائی حضرات  
مرزا صاحب کی آمد اور تعیین زمانہ کے منطبق پیش کر  
دیتے ہیں سن کر حیرت ہو جاتی ہے کہ انہی آیات کے اور  
مرزا صاحب کے آمد یا ظہور کی علامات سے کیا تعلق ہے  
کیا مرزائیوں کے خیال میں سارے دنیائے مسلمان اس قدر  
جاہل اور بے وقوف ہیں کہ ان کے جہالت فطری اور  
حماقت طبعی پر واقف نہیں ہیں۔ اور بالفرض اگر ایسا  
ہی ہے تو مرزائی حضرات یہ کیوں نہیں کہہ دیتے کہ پورے  
قرآن شریف میں الحمد سے لے کر دال سس تک ظہور  
مرزا اور زمانہ ظہور مرزا کے اور کوئی مقصود ہی  
نہیں۔ اگر قادیانی حضرات زبان کھول کر انہی آیات  
کریمہ کا صیح اور سلیس ترجمہ فرمائیں تو انشاء اللہ تعالیٰ  
ان کے جہالت کے لئے یہی کافی ہو گا۔

(۳) قادیانی حضرات کا یہ کہنا کہ یسوع اور حضرت عیسیٰ علیہ السلام الگ الگ ہیں۔ بالکل غلط اور بے بنیاد ہے اس لئے کہ خود ان کے نبی مرسل مرزا صاحب مرحوم اپنی کتاب توضیح المرام ص ۱۷ پر تحریر فرماتے ہیں۔ کہ  
 ” دوسرے مسیح ابن مریم جن کو عیسیٰ اور یسوع بھی

کہتے ہیں۔ درحقیقت یسوع اور عیسیٰ اور مسیح ابن مریم ایک ہی ہے جو فرق بظاہر معلوم ہوتا ہے ودمحض اختلاط زبان کی وجہ سے پیدا ہو گیا ہے۔

(۴) اعجاز احمدی کی عبادت میں جو تاویل قادیانی حضرات  
 کر رہے ہیں وہ بے بنیاد اور کسج العنکبوت ہے اس  
 لئے کہ اگر مرزا صاحب کو واقعی عیسائیوں کا الزام دینا  
 مقصود تھا تو قرآن کا حوالہ دینا نہ ہوتا۔ بلکہ بجائے قرآن  
 بائبل کا حوالہ ہونا چاہیئے تھا۔ اس واسطے کہ مسلمات مناظرہ  
 سے ہے۔ کہ ہر شخص کو اس کے مسلمات اور معتقدات سے  
 الزام دیا جاتا ہے۔ اور جو قانون کہ خصم اور مقابل کے  
 نزدیک قابل تسلیم نہ ہو اگرچہ وہ واقعی کیوں نہ ہو اس  
 سے اثبات دعویٰ کرنا صحیح نہیں۔ اور اس میں کوئی شبہ  
 و شک نہیں کہ قرآن کریم واقعی کتاب الہی ہونے کے  
 باوجود عیسائیوں کے نزدیک مسلمات میں سے نہیں۔ لہذا  
 اس کا حوالہ دینا ان کے الزام پر مبنی نہیں تھا۔

دوسری یہ کمر ناصاحب ادران کی امت مرحومہ کا یہ غدر و سرکشی  
غلط اور غیر معقول اسلامی تعلیم و ہدایت کے خلاف ہے کیونکہ اسلام  
صرف تمام انبیاء علیہم السلام کی تعلیم و تشریح کی تعلیم دینا ہے بلکہ  
کافروں کے معبودوں اور بتوں کو برا بھلا کہنا و سب و شتم سے  
بھی روکتا ہے اگرچہ وہ درحقیقت باطل ہی ہیں اگر عیسائیوں  
نے بوجہ جہالت و جہالت طبعی حضور صلی اللہ علیہ وسلم کی شان میں  
بد زبانی سے اپنے نامر اعمال کو سیادہ کر دیا تو کسی مسلمان کو عندئذ شرع  
پر حق برگزہ حاصل نہیں اور نہ اسلامی تعلیم کا مقتضی یہ ہے کہ وہ بھی  
حضر علیؑ کے حق میں بد زبانی کر کے اپنے متاع ایمان کو بہرہ باد کر  
دے۔ چنانچہ مرزا صاحب بھی اس کی تائید فرماتے ہیں کہ :-

۴۔ ”مسلمان سے یہ گز نہیں ہو سکتا کہ اگر پادری ہمارے رسول علیہ السلام کو گالی دے تو ایک مسلمان اس کے عوض میں حضرت عیسیٰ علیہ السلام

# تبلیغی کتابیں

**جام حیات** { حیات بعد موت کے جملہ مسائل قرآن کریم اور حدیث نبوی علیہ التبیۃ والسلام کی روشنی میں ایک جامع اور دل آزا نامہ طرز تحریر سے مبارک کتاب تحریر کرائی گئی ہے جو

کہ ہر دوسرے کیلئے مشعل ہدایت ثابت ہو سکتی ہے حضرت مولانا غفور احمد صاحب مرحوم نے یہ کتاب مولانا محمد حسین صاحب شوق سابق صدر المدرسین دارالعلوم عربیہ سے اپنی زیر نگرانی تحریر کرائی تھی جو کہ اب کاغذ کی گرانی کے باوجود طبع کرائی گئی ہے کتاب دیکھنے سے تعلق رکھتی ہے قیمت صرف ۹۰ محصول ڈاک ۱۰

**قائدان حسین** { اس میں نہایت تحقیقانہ طریقہ سے حضرت شیعہ کی معتبر کتابوں کی مستند روایات سے ثابت کیا گیا ہے کہ رسول خدا کے نواسے اور حضرت علی کے

لخت جگر حضرت حسینؑ کو کہ بلا میں بلا کہ طرح طرح کے مظالم میں مبتلا اور نہایت بیرحمی سے شہید کرنے والے شیعہ ادب پیشوایان مذہب شیعہ تھے اس کتاب کو ضرور دیکھئے تاکہ شیعہوں کی شیعت کی حقیقت کھل جائے صفحات ۹۶ کتاب دلفریب طباعت دیدہ زیب کاغذ و پیر قیمت دس آنہ محصول ڈاک ۱۰

**آخری پیغام حق** { حضرت مولانا ظہور احمد صاحب دہلوی رحمۃ اللہ علیہ کی آخری تقریر جو پہلے شمس الاسلام کے صفحات پر جلوہ گر ہو چکی ہے اور اُمید سے زیادہ مقبول ہو

چکی ہے عام افادہ کیلئے کتابی شکل میں ۴۰ ناظرین کی گئی آخری پیغام حق کے متعلق حضرت سجادہ نشین تولد شریف تحریر فرماتے ہیں :-

”حضرت مکرم مغفور کے آخری کلمات نصائح نہایت ہی گہرے بہا ہیں اور ناظرین کی ہدایت کے لئے مشعل راہ ہیں۔“

قیمت دس آنہ محصول ڈاک ۱۰

**کشف التلیس** { مصنفہ مولانا سید لایت حسین شہناہ صاحبہ کی یہ کتاب شیعوں کے مشہور رسالہ ”تواریخ“ کے جواب میں لکھی گئی ہے شیعوں کا یہ رسالہ لاکھوں کی تعداد میں

طبع ہو کر ہزار ہائی نو جوانوں کی گمراہی کا باعث بن چکا ہے شیعہ روڈ سائی طرف سے سینوں میں مفت تقسیم ہونا نہایت ہی شیعہوں کی اس ظلت کفر کا عقلی و نقلی دلائل سے مزین پیرا میں تبلیغ و رد اس کتاب میں موجود ہے شیعہوں کے تمام مظالم اور اعتراضات کے جوابات دیئے گئے ہیں حصہ دوم ۸ حصہ سوم ۶۰ حصہ ختم ہو چکا ہے ہر دو حصہ طلب کرنے پر ۱۲۰ علاوہ محصول ڈاک

**سورق آسمانی** { جس میں مرزائے قادیانی کے اپنے قلم سے اس کے سوانح و عقائد و عبادات و

معاملات کا روائے تفصیل کے ساتھ درج کئے گئے ہیں علاوہ ان میں خلیفہ نور الدین اور مرزا محمود کے سوانح حیات اور ان کے عقائد وغیرہ بیان کرنے کے بعد حیات کسم کے مشہور عقلی و نقلی دلائل جمع کئے گئے ہیں اس کتاب نے مرزائیوں کا ناطقہ بند کر دیا ہے قیمت ۸ محصول ڈاک ۲۰

**فیصلہ شرعیہ بر حرمت تعزیہ** { یہ کتاب حضرت مولانا دام بکاتہم سابق خطیب جامع قادیان خورہ کی تصنیف ہے جس میں آپ نے تعزیہ مرد پر سیرک بحث کی ہے کتاب کا مآخذ

اسی سے زیادہ معتبر کتابیں ہیں اور تقریباً ۴ مختلف مجلسیں درج ہیں جنہیں ضمنی طور پر کثیر التعداد اور ضروری مسائل بھی آگئے ہیں حضرت موصوف نے قرآن مجید اور احادیث صحیحہ معتدہ تفاسیر متداولہ تصریحات کرام قادیانی جہالت علماء اعلام و مجتہدین عظام سے تعزیہ کی حرمت بیان کرنے کے

علاوہ دس عقلی دلیلیں بھی تعزیہ مرد کے حرام ہونے پر قائم کی ہیں اور راتمی حضرات کے جواب تعزیہ کی ۲۲ دلیلوں کے اسی سے زیادہ جواب دیئے ہیں اور یہ بھی بیان کیا ہے کہ اگر کرام سب اہلسنت والجماعت تھے نہ کہ شیعہ بلکہ وہ شیعہ ہونے سے

بیزارتھے اور یہ کہ کون سے سادات متقی اعزاز و تہنیت میں ادا  
ماہ محرم میں کیا کرنا چاہیے یہ پہلی مستقل و مدلل کتاب ہے۔  
جس کے پڑھنے سے ایک معمولی استعداد والا بھی اس مسئلہ  
پر مکمل طور پر گفتگو کر سکتا ہے۔ کاغذ عمدہ طبع شدہ زیب  
تعمیلت قریباً دو سو صفحات قیمت صرف ۴۰ محمولہ اک ۱۰۔  
مولفہ مولانا حکیم حافظ عبدالرسول صاحب

تاناہ نقشبندیہ بھروی اس کتاب میں مرزا قادیانی  
کے ان اعتراضات کا مدلل جواب دیا گیا ہے جو اس نے صوفیائے  
کرام پر کئے تھے قیمت صرف ۴۰ محمولہ اک ۱۰۔

اجتناب الحنفیہ اس رسالہ میں صدہا علمائے اسلام کے  
فتاویٰ جمع کئے گئے ہیں جن میں دلائل  
دافعیہ اور براہین قاطعہ سے فرقہ وادف و مرزائیہ کا ابطال  
اور دافعی و مرزائی سے مبنی عودت کا نکاح ناجائز ثابت  
کیا گیا ہے۔ حجم ۱۰۰ صفحہ قیمت ۴۰ محمولہ اک ۱۰۔

تحفہ میرزا ائمہ کا ایڈیشن جو قادیان فہر کے نام سے  
موسوم ہوا تھا اس میں نہایت عمدہ مضامین قادیانیوں کے  
رد میں درج ہوئے ہیں۔ قیمت ۴۰ محمولہ اک ۱۰۔  
حقیقت تشلیع مولانا میر تقی شاہ صاحب مذہب شیعہ کے  
سلسلہ براندہ کا انکشاف قیمت ۱۰۔

ہدایات القرآن علیانیوں نے مشہور رسالہ حقائق قرآن  
کا بیغ و بنیز اس سال کے ذریعہ  
مرزائیوں کے مغالطات بھی دور ہو سکتے ہیں عیسائی لاکھوں کی  
تعداد میں حقائق قرآن کو ہر سال مفت تقسیم کرتے ہیں۔ لہذا  
ہدایات القرآن کی وسیع اشاعت نہایت ضروری ہے۔ فی نسخہ ۲۰  
رسالہ خیر زری رند خاں خاں صاحب محمد بہا الحق صاحب  
از تصنیف پیراۃ مولانا

ملنے کا پتہ: منیجر جریدہ شمس الاسلام بھیرہ (پنجاب)

امرت سہری۔ قیمت ایک آنہ (۱۰)

مظلوم قوم تصنیف مولوی محمد بخش صاحب سلم بی بی  
اس کتاب میں مصنف نے اچھوتوں پر  
ہندوؤں کے نظام اور اسلامی مساوات و اسلامی تعلیمات کو  
مؤثر پیرایہ میں بیان کر کے اچھوتوں کو اسلام کی دعوت دی  
ہے۔ قیمت ۵۔

اسلامی جہاد اور لینڈری میں فوج محمدی کے عظیم شان  
کے بکبک منفردہ ۱۰۔ ۵۔ ۱۰۔ ۵۔ ۱۰۔ ۵۔ ۱۰۔ ۵۔ ۱۰۔ ۵۔  
انصار پیاموں سے آلہ کبر الصوت پر خطاب حبیبی سلامی جہاد  
کی حقیقت اور فوج محمدی کے نصب العین کو واضح کیا گیا ہے۔  
اور عہد حاضر کی بعض محدودہ عسکری تنظیموں پر بے لاک تبصرہ  
کیا گیا ہے۔ از مولانا ظہور احمد صاحب بلوچی امیر مجلس مرکزیہ  
حزب الانصار بھیرہ قیمت ۱۰۔

خاکساری مذہب خلیع میانوالی کی اسلامی جماعتوں کے  
ناماندہ اجتماع کے موقع پر مقام میانوالی  
علماء کرام کی طرف خاکساری مذہب پر حقیقت افروز تبصرہ خوبصورت  
ٹریٹ شائع کر کے مسلمانوں میں تقسیم کیا گیا۔ از مولانا ظہور احمد  
صاحب بلوچی امیر مجلس حزب الانصار بھیرہ قیمت ۱۰۔

خاکساری مذہب خاکساری لعنت کے خلاف یہ پہلی کتاب ہے  
جس نے ہندوستان کے علماء کرام کو بیدار کیا۔  
جسکو پڑھ کر ہزاروں مسلمانوں کا ایمان مشرقی لمحہ کی دستبرد سے محفوظ  
ہوا۔ اور جسکو دیکھ کر خاکساروں کی کثیر تعداد سے توبہ کر کے ایمان  
دفعہ ہزاروں کی تعداد میں چھپ چکی ہے۔ یا بخوان ایڈیشن ہے ۱۰۔ ۵۔ ۱۰۔ ۵۔  
از مولانا پیراۃ محمد بہا الحق صاحب قیمت فی نسخہ ۴۰ محمولہ اک ۱۰۔  
مشرقی مذہب پنجاب عنایت اللہ مشرقی کے کفر پر درخشاں ہے۔  
الاجواب نقیذ قلم جناب سید ابوالاعلیٰ صاحب  
مودودی مدیر ترجمان القرآن قیمت فی نسخہ ۴۰۔ علاوہ محمولہ اک ۱۰۔

ملنے کا پتہ: منیجر جریدہ شمس الاسلام بھیرہ (پنجاب)